:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا حافظ محمد طیب خان، کتابوں کی دنیا
■ ملک کو نفرت سے بچائیں
■ بڑھتی بے روزگاری ذمہ دار کون
■ اسلام حقوق نسواں کا علمبردار
■ اخبار جہاں
■ طب وصحت، ہفتہ رفتہ
■ موجودہ حالات میں............

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 41 مورخہ ۲ر صفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

سماجی بیداری

سماج میں تلک جہیز کی لعنت ہو یا نشہ خوری کی عادت، ظلم وزیادتی کی گرم بازاری ہو یا دوسری برائیاں، ہماری سوچ یہ ہوگئی ہے کہ سیدھے عدالت کا رخ کرتے ہیں، اس سے عدالت پر مقدموں کا بوجھ بڑھتا ہے اور فیصلہ آتے آتے زمانہ گذر جاتا ہے، جہاں تک قانون کا سوال ہے وہ پورے طور پر ساری برائیوں کے بارے میں واضح نقطۂ نظر رکھتا ہے اور مجرم کو کیا سزا دی جائے گی؟ اس کی تفصیلات بھی اس میں موجود ہیں، اس کے باوجود سماج کو ان برائیوں کی وجہ سے پریشانی کا سامنا ہے، عدالتیں قانون کے مطابق فیصلے سناتی ہیں، لیکن سماج ان فیصلوں کی ان دیکھی کرتا ہے، جس کی وجہ سے بُرائی کرنے والوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا، عدالت نے گٹکوں پر پابندی لگائی، لیکن وہ بازار میں ہر جگہ دستیاب ہے اور دھڑلے سے بک رہا ہے، اس نے پٹاخے بیچنے پر پابندی لگادی، لیکن کیا سماج پٹاخے خریدنے سے باز آگیا، عدالت نے بال وواہ پر روک لگایا اور اٹھارہ سال سے کم عمر کی بیوی سے جسمانی تعلق قائم کرنے کو جرم قرار دیا، لیکن کیا راجستھان اور دوسرے علاقوں میں گود میں لے کر اگنی کے گرد پھیرا لگانے کا کام رک سکا، عدالت نے تین طلاق کو کالعدم قرار دیا، کیا اس سے عورتیں تین طلاق سے محفوظ ہوگئیں، عصمت دری اور آبروریزی کے لیے سخت قانون بنایا گیا اور عمر کی حد کم کر کے سولہ سال کردی گئی، لیکن ہر دن کے اخبار اٹھا کر دیکھئے قتل وغارت گری، آبروریزی اور عصمت دری کے واقعات سے صفحات بھرے ہوئے ملیں گے، ’’سوچھ بھارت‘‘ کی تحریک زوروں پر چل رہی ہے، اور کئی سالوں سے چل رہی ہے، گاندھی جی کے چشمے کو برانڈ بنا کر یہ کام کیا جا رہا ہے، سڑک کے کنارے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے اور شملہ وغیرہ کی سڑکوں پر تھوکنا بھی قابل سزا جرم ہے، لیکن کیا صفائی ہماری گلی اور محلوں میں پائی جا رہی ہے، آپ محسوس کریں گے ساری پبلسٹی کے باوجود ہم کچرے کے ڈھیر میں جی رہے ہیں، زہر آلود فضا میں سانس لے رہے ہیں، آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے، عدالت کے فیصلے اور سرکاری سرپرستی میں چل رہے مہم کے اثرات سماج میں دیکھنے میں کیوں نہیں آرہے ہیں، اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہر معاملہ میں عدالت کا سرگرم ہونا جمہوریت اور سماج کے لیے مناسب نہیں ہے، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) اپنے احکام اور فیصلوں کے ذریعہ قانونی سماج بنانے کی کوشش کر رہا ہے، جب کہ اس ملک میں قانون پر عمل کرنے والا سماج بنانے کی ضرورت ہے، تبھی قانون پر صحیح طریقہ عمل کرنا ممکن ہوسکے گا۔

ایسا سماج بنانے کیلیے پولس کے ڈنڈے اور عدالت کے فیصلوں سے زیادہ سماج کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے، سماجی اصلاح کا عمل ہی تمام برائیوں کے خاتمہ کے لیے مفید اور مؤثر ہے، مسلم سماج میں اصلاح معاشرہ کے عنوان سے یہ کام کیا جاتا رہا ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جد وجہد کا یہ بڑا عنوان رہا ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں یہ مہم پورے ہندوستان میں چلائی گئی اور اس کے اثرات دیکھنے میں آئے اور آرہے ہیں، اس کی وجہ سے داخلی طور پر سماج کو برائیوں سے پاک کرنے میں مدد ملی ہے، دوسرے مذاہب والوں کے یہاں یہ عمل یا تو ہے ہی نہیں یا اس پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے، اس ملک کا اکثریتی طبقہ ریتی رواجوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، نہ عدالتی فیصلے اس پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور نہ قانون کی بالادستی وہاں پائی جا رہی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مذاہب کے لوگوں کو ساتھ لے کر مشترکہ مہم چلائی جائے اور ان اعلیٰ اخلاقی اقدار کو موضوع بنایا جائے، جو تمام مذاہب کی مشترکہ میراث ہیں اور جس کی طرف قرآن کریم میں تَعَالَوْا اِلیٰ کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنکم کہہ کر اشارہ کیا گیا ہے، کام مشترکہ نکات سے شروع کیا جائے اس سے غلط فہمیاں بھی دور ہوں گی اور سماجی بیداری بھی آئے گی۔ اس بیداری کا نقطۂ آغاز فرد ہوگا، سماج فرد سے ہی بنتا ہے، اگر گھر کا ہر فرد اس کے لیے تیار ہو جائے کہ وہ خلاف قانون کوئی کام نہیں کرے گا اور اعلیٰ اخلاقی اقدار اور مذہب کی صحیح اور رسمی تعلیم پر عمل کرے گا تو سماج کو برائیوں کے بارے میں شکوہ کناں نہیں ہونا ہوگا۔

قانون کا تضاد

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستانی قانون میں بالغ ہونے کی عمر الگ الگ کاموں کے لیے الگ ہے، مثلاً کسی کو ڈرائیونگ لائسنس لینا ہے، ووٹر لسٹ میں نام درج کرانا ہے تو لڑکے لڑکی دونوں کی عمر اٹھارہ سال ہونا کافی ہے، اسے وہ سارے حقوق دستیاب ہیں جو سماج کے بالغ فرد کو حاصل ہے، لیکن آپ کو شادی کرنی ہے تو لڑکی کا اٹھارہ سال کا ہونا ضروری ہے، مگر لڑکے کے لیے یہ عمر کافی نہیں ہے، اسے اکیس سال کا ہونا چاہیے، دوسری طرف اگر کسی لڑکے نے آبروریزی کا جرم کیا ہے تو اس کو بالغوں کی طرح سزا دینے کے لیے سولہ سال کا ہونا ہی کافی ہے، اس عمر کا ہونے کی وجہ سے اسے بری نہیں کیا جاسکتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون کی نظر میں الگ الگ کام کے لیے بالغ ہونے کی عمر الگ الگ ہے،

سپریم کورٹ نے حالیہ فیصلے میں اٹھارہ سال سے کم عمر کی بیوی سے جسمانی تعلق کو عصمت دری کے زمرے میں رکھا ہے، چلیے مان لیتے ہیں، لیکن کسی لڑکے کی شادی اکیس سال سے کم عمر میں اٹھارہ سال کی لڑکی سے ہوگیا تو کیا لڑکی کو بھی اس قانون کے تحت سزا دی جائے گی کہ اس نے سرکار کی نظر میں نابالغ لڑکے سے تعلق کیوں بنایا؟ قانون اس سے خاموش ہے، اسی طرح اگر اٹھارہ برس کی لڑکی اپنے سے کم عمر لڑکے سے شادی رچالے اور اس سے تعلقات بنائے یا بنانے پر مجبور کرے تو وہ قانونا پوکسو کی دفعہ 42A کے خصوصی قانون کے دائرے میں آئے گی یا نہیں؟ یہ اور اس قسم کے بہت سارے سوالات ہے، جس کا جواب عوام چاہتی ہے، موجودہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے اگر ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعداد وشمار کو سامنے رکھیں تو ہندوؤں میں 31.3 فی صد، مسلمانوں میں 30.6 فی صد، عیسائیوں میں 12 اور سکھوں میں 10.9 فی صد لڑکیوں کی شادی نابالغی میں ہو رہی ہے، ایسے میں بال وواہ پر عدالتی فیصلے سے روک لگنے کی بات خوابوں کی دنیا میں رہنے کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

لڑکی کی شادی اٹھارہ سال سے کم عمر میں ہوگئی اور اس نے جسمانی تعلق اپنے شوہر سے قائم کرلیا، کچھ دنوں کے بعد شوہر سے اس کا جھگڑا ہوگیا اور وہ عدالت چلی گئی عدالت نے شوہر کو مجرم قرار دے کر اسے جیل بھیج دیا، یا پھر بیوی نے جسمانی تعلق سے انکار کر دیا اور شوہر نے طلاق دیدی، اس صورت میں اگر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس بچہ کی ذمہ داری کس کی ہوگی اور طلاق کے بعد کیا مرکزی یا ریاستی سرکار اس عورت اور بچے کی ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہے، شوہر سے تو خرچہ پانی اس لیے نہیں دلایا جاسکتا کہ قانون کی نظر میں یہ شادی ہے ہی نہیں، تبھی تو جسمانی تعلقات جرم قرار پایا، یہ وہ سوالات ہیں جو سماج میں اٹھ رہے ہیں، اس معاملہ میں حکومت نے جو موقف دہلی ہائی کورٹ میں رکھا ہے وہ منطقی بھی ہے اور سماجی بھی، حکومت کا کہنا ہے کہ شادی کے بعد جسمانی تعلقات کو جرم قرار دینے کے نتیجے میں بیاہ خاندان اور سماجی نظام منتشر ہو کر رہ جائے گا، حکومت کا یہ موقف درست ہے، اور جو لوگ اس میدان میں خدمت انجام دے رہے ان کو چاہیے کہ وہ قانون کے اس تضاد کو دور کرنے کے لیے عملی جد وجہد کا آغاز کریں، ورنہ خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا، اور اس کے نتیجے میں جو سماجی مسائل پیدا ہوں گے ان پر قابو پانا آسان نہیں ہوگا۔

اسلام کی جو تعلیمات ہیں اور بلوغیت کے مرحلہ سے جن امور کا تعلق ہے، وہ سب کے لیے یکساں ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی کنفیوزن نہیں ہے، سزاؤں کے سلسلے میں بھی اس نے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی تفریق رکھی ہے، شادی شدہ عورت ومرد کے لیے سخت سزا رکھی گئی ہے اور کنوارے کنواریوں کے لیے نسبتاً ہلکی سزا مقرر ہے، یہاں بیوی کی عصمت دری کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اسلام کی نظر میں شوہر کا اپنی بیوی سے جسمانی تعلق قائم کرنا کسی بھی طرح عصمت دری اور آبروریزی کے زمرے میں نہیں آتا ہے اور ظاہر ہے جب یہ تعلق جائز ہے تو اس سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب بھی ثابت ہوگا اور اس کے اخراجات بھی باپ کے ذمہ ہوں گے۔

بلا تبصرہ

’’ملک میں گائے کے نام پر انسانوں کے بے دردی سے مار مار کر ہلاک کرنے کا ایک نیا کلچر فروغ پا رہا ہے اسے کلچر اس لیے کہا جائے گا کہ عوام کے ایک طبقہ کے مذہبی جذبات اس کے پیچھے کارفرما ہیں، اور خاصے بڑے پیمانے پر اسے خاموش عوامی تائید بھی حاصل ہے، قتل کی یہ وارداتیں بھی کسی فرد یا چند افراد کے مجرمانہ اقدامات کے بجائے ایک اجتماعی کارروائی کی طرح انجام دی جا رہی ہیں جس میں بہت سے لوگ ایک ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں اور بہت سے دوسرے لوگ موع پر جوش میں آکر اچانک ہی اس میں شریک ہوجاتے ہیں۔‘‘ (گئو کشی بنام انسان کشی: ڈاکٹر سید ظفر محمود)

بین السطور

درپیش خطرات

’’مسلمان جن خطرات سے دوچار ہیں، ان میں وہ فکری وثقافتی یلغار بھی ہے جو موجودہ دور میں اصلاح پسند اور آزادانہ خیال وافکار کے حامل مسلم مفکرین، دانشور، محققین اور نام نہاد دانشور کر رہے ہیں، ماضی میں یہ فکری اور ثقافتی یلغار یوری مفکرین ومتشرقین کر رہے تھے، جن کا دائرہ اثر معلوم ومحدود تھا، اس سے موجودہ فکری وتہذیبی یلغار زیادہ خطرناک ہے، آزادانہ خیالات کے حامل مسلم مفکرین بھولے بھالے سیدھے سادے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔‘‘
(مولانا سید محمد واضح رشید ندوی مدظلہ)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ پر بھروسہ رکھئے:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے ہر مشکل و مصیبت سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے روزی عطا کرتے ہیں، جس کا اس کو گمان بھی نہ تھا اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اس کے لیے اللہ ہی کافی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتے ہیں اور اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ (سورۃ الطلاق: ۲-۳)

مطلب: اس آیت کا ایک خاص پس منظر ہے، جب میاں بیوی کے درمیان رشتہ نکاح ختم ہوتا ہے تو عام طور پر لڑکی اور اس کے والدین بہت پریشان ہوتے ہیں کہ اب اس کے گذر بسر کا کیا نظم ہوگا تو اللہ نے دو باتوں کی ہدایت فرمائی، ایک یہ کہ وہ تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کریں؛ کیوں کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستہ نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے روزی کا انتظام کر دیتے ہیں جس کا گمان بھی نہ ہو، دوسرے توکل اختیار کرنا چاہئے یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے؛ کیوں کہ جب انسان اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتے ہیں، یہ بڑا اہم نکتہ ہے کہ تقویٰ صرف آخرت ہی کی کامیابی کا ذریعہ نہیں ہے؛ بلکہ دنیا میں بھی رزق کا ذریعہ ہے، جو لوگ قناعت پسند ہوتے ہیں، اللہ انہیں عزت و وقار کے ساتھ روزی عطا فرماتے ہیں، جب دل پورے طور پر اللہ کی رزاقیت کے ساتھ وابستہ ہو جائے تو بلاشبہ ایسے دل پر نور کی بارش برستی ہے اور کشادگی و فراخی پیدا ہوتی ہے؛ لیکن یہ بات ذہن نشیں رہے کہ توکل کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ عملی تدابیر اختیار نہ کی جائے، بلکہ ظاہری اسباب کو اختیار کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کرے، ہاں اگر تمام اسباب و تدابیر بے سود ہوں تو اس وقت جو کیفیت ہوتی ہے کہ اس وقت انسان کو یقین آ جائے کہ اب کہیں جائے پناہ نہیں، سوائے اللہ، تو ایسے وقت انسان کو ضرور فراخی و مشکلات سے نجات حاصل ہوتی ہے، درحقیقت متوکل وہی ہے جو اسباب ظاہری کو اختیار کرنے کے بعد اللہ پر اعتماد رکھے، ہاں جن لوگوں کو بغیر اسباب کے کچھ مل جائے، تو وہ اس کی کرامت ہوتی ہے، حضرت عمر بن خطاب کا قاریوں کی ایک جماعت پر سے گذر ہوا، عرض کیا گیا کہ یہ توکل کرنے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ تو متوکلین ہیں جو لوگوں کا مال کھا رہے ہیں، تمہیں کیوں نہ بتا دوں کہ متوکل کسے کہتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ ہاں ضرور، آپ نے فرمایا کہ درحقیقت متوکل وہ ہے جو زمین میں بیج ڈال کر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، قرآن و حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب ظاہری کو اختیار کر کے معاملہ کو اللہ کے حوالہ کیا جائے اور اللہ سے خیر و بھلائی کی امید رکھے، یقین مانئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بدوں کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔

چند روزہ زندگی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو گئے، جب بیدار ہوئے تو پہلو پر نشانات تھے، ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے بستر تیار کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میں تو دنیا میں صرف راہگیر کی طرح ہوں، جو آرام کی خاطر کسی درخت کے نیچے رکا، پھر آرام کیا اور چلتا بنا۔ (ترمذی شریف، ابواب الزہد)

وضاحت: دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور آخری زندگی طویل و دیرپا ہے، جہاں مرنے کے بعد ہمیشہ رہنا ہے، اس لیے ہر مومن بندہ کو اس زندگی کے بنانے اور سنوارنے کی فکر کرنی چاہئے اور اعمال خیر کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہئے، چنانچہ مذکورہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی بے ثباتی کو تمثیلی انداز میں بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی زندگی اس قدر مختصر ہے، جس طرح ایک مسافر راستہ چلتے تھک کر کسی سایہ دار درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام کے لیے رکتا ہے اور پھر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے، اسی طرح دنیاوی زندگی میں بھی ہونا چاہئے، یہاں بہت سے لوگ آباد تھے، وہ چلے گئے، اس طرح تم بھی چلے جاؤ گے اور دوسرے آباد ہوں گے، جب کوئی یہاں مستقل نہیں ہے تو اس کے لیے جسمانی توانائی صرف کرنا دانشمندی نہیں؛ بلکہ آدمی حرکت میں رہتے ہوئے نیک اعمال کا ذخیرہ کرے؛ تاکہ اخروی زندگی میں اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے، کیوں کہ دنیا کی زندگی تھوڑی ہے اور آخرت کی زندگی دائمی ہے، البتہ آخرت کی زندگی کے بننے اور بگڑنے کا مدار اسی دنیاوی زندگی پر ہے، اس کو لہو و لعب میں ہرگز نہ گذارنا چاہئے۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، لہذا دنیاوی زندگی تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ تم کو دھوکہ باز (یعنی شیطان) اللہ کے نام سے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ (سورہ فاطر) کیوں کہ شیطان کچھ لوگوں پر مال و دولت، حرص اور نفسانی شہوات کو اس قدر غالب کر دیتا ہے کہ وہ جانتے بوجھتے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور جو لوگ اس جال میں نہیں پھنستے ہیں، ان کو اللہ ہی کے نام پر دھوکہ دیتا ہے اور ان کے سامنے گناہ کو نیکی بنا کر پیش کرتا ہے، اس سے خاص طور پر ڈرنا چاہئے؛ کیوں کہ شیطان انسانوں کا کھلا ہوا دشمن ہے، معلوم ہوا کہ دنیا کی ظاہری خوبصورتی، ٹیپ ٹاپ کو دیکھ کر آخرت سے قطعاً غافل نہ ہونا چاہئے، ہاں دنیا کو بقدر ضرورت ہی استعمال کرنا چاہئے، اللہ کی طرف سے جو رزق و آسائش میسر ہو، اس کو استعمال میں لانا چاہئے، لیکن اس کی لذتوں اور شہوتوں کے پیچھے نہ پڑا جائے۔ ایک مومن بندہ کو اسی طرح زندگی گذارنی چاہئے؛ تاکہ اللہ کی رضا حاصل رہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

صفر اور سفر کے تعلق سے بدشگونی

۱۔ ماہ صفر کے متعلق بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ منحوس مہینہ ہے، اس میں بلائیں نازل ہوتی ہیں، اس لئے اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، شرعاً اس کی کیا حقیقت ہے؟ ۲۔ سفر کے دوران راستہ چلتے ہوئے اگر بلی راستہ کاٹ دے تو بہت سے لوگ اس کو بدشگونی پر محمول کرتے ہیں، تھوڑی دیر کے لئے رک جاتے ہیں اور سفر کے تعلق سے طرح طرح کے خیالات و اندیشے ذہن و دماغ میں آنے لگتے ہیں، شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟

الجواب ______________ وباللّٰہ التوفیق

نفع اور نقصان کا مالک اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نفع پہونچانا چاہے تو کوئی اسکو روک نہیں سکتا اور اگر نقصان پہونچانا چاہے تو کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا، یہی اسلامی تعلیم ہے، اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ بھی ہے اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ **ان یمسک اللہ بضر فلا کاشف له الا هو وان یردک بخیر فلا راد لفضله یصیب به من یشاء وهو الغفور الرحیم** (سورہ یونس: ۱۰۷)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: اللہ کے دین اور اس کے قوانین کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ جب مانگنا ہو تو اسی سے مانگو اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اسی سے مدد مانگو۔ اور جان لو کہ اگر پوری امت اور دنیا کے سارے لوگ اس بات پر مجتمع ہو جائیں کہ تمہیں کچھ بھی نفع پہونچائیں تو وہ نفع نہیں پہونچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہے، اور اگر تمہیں نقصان پہونچانا چاہیں تو نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے طے کر رکھا ہے۔

عن عبد الله بن عباس قال کنت خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم یوما فقال یا غلام انی اعلمک کلمات ، احفظ الله یحفظک ، احفظ الله تجده تجاهک، اذا سألت فسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله ، واعلم ان الامة لو اجتمعت علی أن ینفعوک بشئ لم ینفعوک الا بشئ قد کتبه الله لک ، وان اجتمعوا علی أن یضروک بشئ لم یضرک الا بشئ قد کتبه الله علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف. رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح ۲/ ۷۸ قبل ابواب صفة الجنة نیز کسی چیز سے نیک فال لینا تو محمود و مستحسن ہے جبکہ بری فال لینا مذموم و ممنوع ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ البتہ نیک فال اچھی چیز ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص سنے (اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع کرے۔) **عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا طیرة وخیرها الفال قالو او ما الفال قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم (صحیح البخاری ۲/ ۸۵۶ باب الطیرة)** بلکہ بعض وہ چیزیں جو زمانہ جاہلیت سے ہی لوگوں کے درمیان چلی آ رہی تھیں مثلاً بیماری کا خود سے ایک دوسرے کو لگنا، پرندوں وغیرہ کے ذریعہ بدشگونی اور صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا اور اس میں بلا و مصیبت کے نزول کا اعتقاد رکھنا، ان ساری چیزوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اصل اور باطل قرار دیا۔ **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدویٰ ولا طیرة ولا هامة ولا صفر ، رواه البخاری عن ابی هریرة (صحیح البخاری با لا هامة ۲/ ۸۵۷)**

لہذا صورت مسئولہ میں ماہ صفر کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ منحوس مہینہ ہے اس میں آفات و بلا اور حوادث و مصائب کا نزول ہوتا ہے، اسی طرح راستہ چلتے ہوئے بلی کے راستہ کاٹ دینے سے بدشگونی لینا اور راستہ کو پر خطر سمجھنا یہ سب زمانہ جاہلیت کی یادگار اور مشرکانہ طور و طریق اور عادات ہیں جو باطل لغو اور بے اصل ہیں، ایک صاحب ایمان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو درست رکھے اور اس طرح کے عقائد باطلہ سے اپنے آپ کو بچائے، اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد و بھروسہ رکھے کیونکہ ہوگا وہی جو قادر مطلق کی مرضی ہوگی، اس کے حکم کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا، اس لئے کسی چیز سے بدفالی لیکر اپنے آپ کو خواہ مخواہ خوف و اندیشہ اور ناامیدی میں مبتلا کرنا صحیح نہیں ہے اس سے احتراز لازم و ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں خصی یا مرغا کی نذر:

زید نے منت مانا کہ میرا بیٹا جو بیمار ہے، صحت یاب ہو گیا تو مسجد میں مرغا یا خصی دیں گے، زید کا بیٹا صحت یاب ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس پر نذر کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر وہ مرغا یا خصی مسجد میں دیتا ہے تو اس کو فروخت کر کے رقم مسجد میں لگائی جا سکتی ہے؟

الجواب ______________ وباللّٰہ التوفیق

ان ہی چیزوں کی نذر صحیح و درست ہے، جو عبادت مقصودہ کے قبیل سے ہو اور اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہو، لہذا صورت مسئولہ میں اگر زید نے یہ نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں مسجد میں مرغا دوں گا تو یہ نذر صحیح نہیں ہے، کام ہو جانے کے بعد اس پر نذر کی ادائیگی لازم و ضروری نہیں ہے، البتہ اگر وہ اپنی مرضی و خوشی سے مرغا، مرغی مسجد میں دیدے تو اس کو فروخت کر کے رقم مسجد کے کاموں میں لا سکتے ہیں ___ اور اگر یہ نذر مانی کہ فلاں کام ہو گیا تو خصی مسجد میں دوں گا تو چونکہ اس کے جنس سے قربانی واجب ہے اور یہ عبادت مقصودہ میں سے ہے، اس لیے یہ نذر صحیح ہوگی اور کام ہو جانے کے بعد خصی کا تصدق لازم ہوگا، البتہ اس کا مصرف فقراء و مساکین ہے، مسجد میں اس کی رقم کا استعمال درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۲/صفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳/اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

متحدہ حکومت

فلسطین سے بڑی خوش کن خبر آئی ہے کہ فتح وحماس نے مل جل کر حکومت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلے کے ایک معاہدہ پر مصر کی نگرانی میں منعقد مذاکرات کے بعد دستخط ہوگیے ہیں، اقتدار میں شراکت کی تفصیلات ابھی عام نہیں کی گئی ہیں، البتہ دسمبر سے اس معاہدہ پر عمل درآمد کا فیصلہ لیا گیا ہے، الجزیرۃ کی رپورٹ کے مطابق حماس کے رہنما اور فلسطین کے سابق وزیر اعظم اسماعیل ہانیہ نے اس معاہدہ کا اعلان کیا ہے، فلسطینی صدر محمود عباس نے اس معاہدہ کے طے پانے پر خوشی کا اظہار کیا ہے، اپنے خیر مقدمی کلمات میں محمود عباس نے واضح کیا کہ انہوں نے فوری طور پر معاہدہ پر دستخط کا حکم دیا تھا، اور وہ اسے تقسیم کے خاتمہ کے لیے حتمی معاہدہ سمجھتے ہیں، اس معاہدہ میں حماس کے وفد کی سربراہی صالح عروری اور فتح کے لیڈر عظام احمد کر رہے تھے، چنانچہ ان دونوں کے دستخط سے یہ معاہدہ مکمل ہوا، عظام احمد نے اپنے بیان میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ یہ معاہدہ مغربی کنارے اور غزہ کی تقسیم کو قیادت کے مابین ہمیشہ کے لیے ختم کردے گا، قابل ذکر ہے کہ یہ معاہدہ گذشتہ ماہ حماس کے ذریعہ الفتح کو غزہ کی حکومت سنبھالنے کی پیش کش کے بعد وجود میں آیا ہے، اس معاہدہ کو یقینی بنانے کے لیے فلسطین کے وزیر اعظم رامی حمد اللہ کی قیادت میں ایک وفد نے حماس سمیت حریف فلسطینی دھڑوں کے مابین مصالحتی کوششوں کو کارگر بنانے کے لیے غزہ کا دورہ کیا تھا، مغربی کنارے سے الفتح کے عہدیداروں اور درجنوں حامی گارڈ بھی ان کے ساتھ غزہ پہونچے تھے اور سرحد پر دو ہزار سے زائد لوگوں نے ان کا استقبال کیا تھا اس کے باوجود یہ راستہ بھی پرخطر ہے۔ اگر صہیونی طاقتوں اور یہودی لابی نے اس اتحاد کو ڈائنا میائٹ کرنے کی کوشش نہیں کی یا ان کی کوشش کارگر نہیں ہوئی تو اس معاہدہ کا فائدہ فلسطین کی حکومت کے لیے انتہائی خوش آئند ہوگا۔

فتح اور حماس دونوں مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور فلسطین کی خود مختار حکومت کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہیں، یاسر عرفات کے بعد آپس ہی میں یہ دونوں لڑنے لگے، حماس کے سربراہوں کی سوچ یہ رہی کہ الفتح اپنے موقف سے ہٹ گیا ہے اور فلسطین کے کاز کو نقصان پہونچانے کے درپے ہے، امریکہ اور خود اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں نے آگ میں تیل چھڑکنے کا کام کیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ وہ یہودیوں سے لڑنے کے بجائے آپس ہی میں بھڑ گیے۔

۲۰۰۷ء کی سخت لڑائی اور انتخاب میں حماس نے زبردست کامیابی حاصل کی اور غزہ کے علاقے میں اس نے اپنی مضبوط حکومت قائم کرلی، پوری دنیا پر اس انتخاب کے نتیجے نے واضح کردیا کہ الفتح کی گرفت فلسطینیوں پر باقی نہیں ہے اور اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک گئی ہے، اسرائیل نواز حلقے کے لیے یہ نتیجہ خلاف توقع تھا، وہ حماس کی قیادت کو سخت گیر مانتے تھے، چنانچہ انہوں نے حماس کے لیے زمین تنگ کرنی شروع کی اور اس کو نیست ونابود کرنے کے لیے عملی اقدام شروع کردیا، جس کے نتیجے میں حماس کے زیر کنٹرول علاقہ جیل کے مانند ہوگیا، غزہ سے باہری رابطہ اسرائیل کی اجازت اور رحم وکرم پر موقوف ہوگیا، اس جبر وتشدد کو دوسروں نے بھی محسوس کرنا شروع کیا اس صورت حال نے الفتح اور حماس کے درمیان مفاہمت کو فروغ بخشا اور بالآخر مفاہمت کے معاہدوں پر دستخط ہوگیے۔

مفاہمت کی ایک کوشش پہلے بھی ہوئی تھی، لیکن اقتدار میں حصہ داری کو لے کر بات آگے نہیں بڑھ سکی تھی، اس بار کے معاہدے میں یہ بات صاف ہے کہ حکومت کی باگ ڈور اصلا الفتح کے ہاتھ میں رہے گی، اور داخلی طور پر حماس اقتدار میں شریک ہوگا، غزہ میں تین ہزار فلسطینی اتھارٹی کے اہل کار تعینات ہوں گے اور رفاہ کراسنگ کا کنٹرول بھی فتح کے پاس ہوگا، معاہدہ کے مطابق محمود عباس غزہ کے خلاف اپنے اقدامات واپس لے لیں گے، جس کے نتیجہ میں غزہ کو بجلی ملنے لگے گی، اس اختلاف کی وجہ سے محمود عباس نے وہاں کی بجلی سپلائی روک دی تھی۔ اس طرح غزہ بھی الفتح کے قبضے میں آجائے گا، مغربی ملکوں کے لیے یہ معاہدہ اس لیے قابل قبول ہے کہ الفتح کو وہ پسند کرتے ہیں، اور یہ بات ان کے حق میں گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ فلسطین کی دونوں تنظیموں کے اتحاد سے خطرہ بھی محسوس کر رہے ہیں انہیں جس دن یقین ہوجائے گا کہ یہ اتحاد اسرائیل کی حکومت کے لیے خطرہ کا باعث بن رہا ہے، اسی دن ان کا کریک ڈاؤن شروع ہوجائے گا، اسرائیل کے ممکنہ اقدام کو روکنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ عرب لیگ کے مسلم ممالک فلسطینیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں اور اپنا وجود منوائیں، ورنہ بے چارہ ترکی تنہا کیا کیا کرے گا۔

اس معاہدہ میں مصر کی سرگرم شراکت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے، غزہ سے منسلک صحرائے سینا کی سیکوریٹی جنگ مصریوں کے نشانہ پر تھا اس معاہدہ سے مصر کو یہ فائدہ پہونچا کہ اس سے اپنے سرحدی علاقوں کو جنگ جوؤں کے حملے سے محفوظ کرلیا۔

وارے نیارے

بی جے پی کے صدر امیت شاہ کے صاحب زادے جے شاہ ان دنوں سرخیوں میں ہیں، انہیں سرخیوں میں لانے والی بے باک صحافی روہنی سنگھ ہیں، جسے دھمکیاں ملنی شروع ہوگئی ہیں، خبروں کے مطابق جے شاہ کی کمپنی نے گذشتہ دو سالوں میں اتنا نفع کمایا ہے کہ لوگوں کی نظریں لگ رہی ہیں، دراصل جے امیت شاہ کی کمپنی ٹمپل انٹر پرائز پرائیوٹ لیمٹیڈ کے نام سے چل رہی ہے 14-2013 میں کمپنی کو 6230 اور 1724 روپے کا خسارہ ہوا تھا، 15-2014 میں کمپنی گھاٹے سے تو نکل گئی، لیکن اسے صرف 18728 روپے کا نفع ہوا، جسے آٹے میں نمک کے برابر کہا جاسکتا ہے، پھر اچانک 16-2015 میں انقلاب آگیا اور کمپنی کا کل کاروبار 80.5 کروڑ روپے کا ہوگیا گویا کمپنی کے کاروبار میں سولہ ہزار گنا کا اضافہ ہوا، کمپنی کو اس دوران 15.78 کروڑ روپے کا بغیر کسی گارنٹی کے قرض بھی ملا جو راجیش کھنڈوال کی مالیاتی خدمات کے ادارے نے فراہم کیا، قابل ذکر ہے کہ راجیش کھانڈیوال بی جے پی راجیہ سبھا ام پی اور ریلائنس اینڈ سنٹری کے ٹاپ اکزیکیٹو پارل ناتھانی کے سمدھی ہیں۔ اسے کہتے ہیں سال بھر میں وارا نیارا ہوجانا ہے۔

حزب مخالف کی پارٹیوں کو یہ شبہ ہے کہ کمپنی میں روپے کا یہ سیلاب نوٹ بندی کی وجہ سے آیا ہے، اور اس بات کی بھی تحقیق ہونی چاہیے کہ بغیر گارنٹی کا قرض کس کے فون کرنے کی بنیاد پر ملا، لیکن حکمراں جماعت اس کمائی کو ضابطہ میں کمپنی کا نفع قرار دے رہی ہے، وزیر داخلہ اور وزیر خزانہ نے اس معاملہ کی جانچ سے انکار کردیا ہے، جب کہ حزب مخالف اس معاملہ کی سی بی آئی جانچ کا مطالبہ کر رہی ہے، حکومت کے بعض اہل کار اس معاملہ میں ایسی صفائی پیش کر رہے ہیں، جیسے کمپنی کے اکاؤنٹنٹ وہی رہے ہوں، پورے ہندوستان میں اس معاملہ پر سوالات اٹھائے جارہے ہیں، اور کہا جارہا ہے کہ حکومت حزب مخالف کے لیڈروں پر جس انداز کی تحقیقات کراتی رہی ہے، حکومت کو چاہیے کہ اس معاملہ کی تحقیقات کا بھی اسی انداز میں کرائے، شور مچانے والے شاید اس تمثیل کو بھول چکے ہیں، ''سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کا ہے کا''

بڑھتی بے روزگاری

سنٹر فار مانیٹرنگ انڈین اکنامی نے بی اس ای، سی۔ سی ایم آئی ای کی مشترکہ پانچویں سروے رپورٹ کو خود ٹوئٹ کرکے عام کیا ہے، اس کمپنی نے پہلا اور دوسرا سروے نوٹ بندی سے قبل جنوری۔ اپریل ۲۰۱۶ء اور مئی۔ اگست ۲۰۱۶ میں کیا تھا، تیسرا سروے ہو ہی رہا تھا کہ نوٹ بندی کا اعلان ہوگیا، اس کے بعد بھی دو سروے کرائے گئے، رپورٹ کے مطابق بے روزگاری کی شرح امسال سب سے زیادہ اکتوبر میں رکارڈ کی گئی، اس ہفتہ ملک بھر میں بے روزگاری کی شرح 5.8 فی صد پر پہونچ گئی ہے، صورت حال یہ ہے کہ کام کرنے والے نوجوان جو ملازمت کی تلاش میں ہیں ان میں سے 5.8 فی صد اور شہروں میں 8.2 فی صد نوجوانوں کو روزگار میسر نہیں ہے، نوٹ بندی سے جو تنگ حالی پیدا ہوئی اس کی وجہ سے نوجوانوں نے شہروں کا رخ کیا؛ تاکہ وہاں انہیں روزی روٹی مہیا ہوسکے، لیکن شہروں کی حالت اس معاملہ میں اور بھی پریشان کن ہے، ایسے میں نوجوانوں کو نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کا سامنا ہے، نہ تو پاؤں رکھنے کی جگہ ہے اور نہ فرار ہونے کی گنجائش۔ ایسے میں جرائم کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور عام شہریوں کو لاقانونیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

قاتل کون

الٰہ آباد ہائی کورٹ نے آروشی اور ہم راج کے قتل کے ملزم ڈاکٹر راجیش تلوار اور ان کی اہلیہ نوپور تلوار کو بری کردیا ہے، یہ قتل ۲۰۰۸ء میں ہوا تھا اور تفتیش کاروں کی بدلتی تھیوری اور اس پر اُٹھ رہے سوالات کی وجہ سے یہ کیس پر اسرار بنا رہا۔

جانچ ایجنسیوں کے ذریعہ پیش کردہ شواہد میں آروشی اور ہم راج کا قاتل اس کے والدین کو قرار دیا گیا تھا اور اس بنا پر سی بی آئی کی عدالت نے دونوں کو عمر قید کی سزا، سترہ اور پندرہ ہزار روپے کا جرمانہ بھی کیا تھا، غازی آباد کی خصوصی سی بی آئی عدالت میں یہ فیصلہ ۲۶/نومبر ۲۰۱۳ء کو جج شیام لال نے سنایا، تب سے یہ دونوں جیل میں سزا کاٹ رہے تھے۔

سزا کے خلاف الٰہ آباد ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی تھی، چنانچہ جسٹس وی کے نارائن اور جسٹس اے کے مشرا کی بینچ نے دونوں میاں بیوی کو یہ کہہ کر بری کردیا کہ تفتیش کار یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے کہ ان کے والدین نے ہی اپنی بیٹی اور ملازم کا قتل کیا تھا، عدالت نے کہا کہ سی بی آئی نے جو شواہد وثبوت پیش کیے ان سے وہ آروشی کے قتل میں والدین کے ملوث ہونے کو ثابت نہیں کرسکے، عدالت نے واضح کیا کہ صرف شبہ کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا، اچھا ہے، ملزم کو شبہ کا فائدہ مل گیا، ہمارا بھی ماننا ہے کہ دو چار مجرم کا بری ہوجانا اس بات سے بہتر ہے کہ کسی بے گناہ کو تختہ دار پر چڑھا دیا جائے، لیکن یہ سوال اپنی جگہ باقی ہے کہ آروشی اور ہم راج کا اصل قاتل کون ہے، تقریبا دس سال تک تحقیق وتفتیش کے بعد ہماری ایجنسیاں اصل مجرم تک نہیں پہونچ سکیں، یہ بھی ایک سوال ہے جو تفتیشی ایجنسیوں کی کارکردگی کو غیر اطمینان بخش بتانے کے لیے کافی ہے۔ پھر عدالت کے ظلم سے چار سال تک ان حضرات نے جو جیل میں گذارے، اس سے جو انہیں سماجی، جسمانی اور دماغی اذیت پہونچی اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اور اسے سزا کیوں نہیں ملنی چاہیے، یہ موضوع اس لیے بھی اہم ہے کہ بہت سارے لوگ آج بھی سلاخوں کے پیچھے ہیں، برسوں کی نظر بندی کے بعد عدالت کہتی ہے کہ یہ بے قصور ہیں، ابھی حال میں مولانا انظر شاہ بنگلوری کا معاملہ ہی کو لیں الکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے ان پر کیا کیا الزامات نہ لگائے اب جو باعزت بری ہوگیے تو کیا ان کے وہ صبح وشام بھی عدالت انہیں لوٹا دے گی جو ایک بے قصور انسان کے جیل کی نظر ہوگیے۔

یادوں کے چراغ

مولانا حافظ محمد طیب خانؒ

: ایڈیٹر کے قلم سے

شمالی بہار کے نامور عالم دین، احادیث کے رمز شناس، استاذ الاساتذہ، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کے سابق صدر مدرس، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت مولانا حافظ محمد طیب خان بن عبد الرحم خان، بن فخر الدین خان عرف کیلو خان بن غلام حیدر خان ابن عنایت احمد خان بن نہال احمد خان نے ۱۷/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲/نومبر ۱۹۹۳ء کی شب ۸/بج کر ۱۵/منٹ پر آبائی وطن کُمّا موجودہ ضلع سیتامڑھی میں جان جان آفریں کے سپرد کردی، جنازہ ان کی وصیت کے مطابق کنہواں لایا گیا، ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں ان کی خواہش کے مطابق مولانا عبد السمیع قمر (م ۲۰۱۷ء) بانی مدرسہ فیض الاسلام موتی گیر پرسا نے جنازہ کی نماز پڑھائی، مخدوم بہار حضرت مولانا محمد طیب صاحب سابق ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں ضلع سیتامڑھی کے پہلو میں جانب مشرق مزار طیبی میں آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کی تاریخ ولادت کا علم نہیں ہوسکا، آپ کی جائے پیدائش کُمّا موجودہ ضلع سیتامڑھی ہے، یہاں آپ کی نانی ہال تھی، دوست محمد خان آپ کے نانا تھے، آپ کے والد موضع کرتھا، تھانہ بیلسنڈ ضلع سیتامڑھی سے آکر اپنی سسرال کُمّا ہی میں سکونت اختیار کرلیا تھا، اس لیے مولانا کی پرورش و پرداخت یہیں ہوئی، مکتب بھی یہیں سے کیا اور مدرسہ نور العلوم کُمّا میں کافیہ تک تعلیم حاصل کی، ۱۳۵۲ء مطابق ۱۹۳۳ء میں دار العلوم دیوبند میں شرح جامی کی جماعت میں داخل ہوئے، ۸/محرم ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں دورہ حدیث شریف سے فراغت پائی، عموماً فراغت شعبان میں ہوتی ہے، لیکن ۱۹۴۲ء کی تحریک آزادی کی وجہ سے شعبان میں امتحان ملتوی ہو گیا تھا، جس کا انعقاد محرم ۱۳۶۲ھ میں ہوا، اس لیے فراغت محرم میں ہوئی۔ آپ نے دور طالب علمی سے ہی فقر و فاقہ کی زندگی کو پسند کیا، دار العلوم میں امدادی داخلہ نہیں تھا، اس لیے عسرت و تنگی کا سامنا تھا، کبھی فاقہ کرتے، کبھی روزہ رکھتے، اور کبھی سبزی منڈی سے گوبھی کے ڈنٹھل لاکر ابال کر کھالیا کرتے، حافظہ غضب کا تھا، ایک سال کُمّا کی مسجد میں تراویح سنانے کے لئے کوئی حافظ دستیاب نہیں ہوا تو روزانہ ایک پارہ یاد کر کے تراویح میں سنانے لگے، اس طرح صرف ایک ماہ میں آپ کا حفظ مکمل ہوا، اور دور کی نوبت نہیں آئی، جب تک قویٰ نے ساتھ دیا بالالتزام آپ تراویح میں قرآن کریم سناتے رہے۔ فراغت کے بعد سنت پر عمل کے جذبے سے کچھ دن دہلی میں تجارت کیا، لیکن جلد ہی طبیعت درس و تدریس کی طرف مائل ہوگئی، چنانچہ تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ قاسمیہ گیا سے کیا، اور ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء تک یہاں تدریس میں مشغول رہے، محرم ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد سیتامڑھی منتقل ہو گئے، کم و بیش سات سال آپ کا فیض یہاں جاری رہا، ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں اپنی مادر علمی مدرسہ نور العلوم کُمّا کی خدمت پر مامور ہوئے، لیکن یہاں مسلکی تشدد نے آپ کا جینا دوبھر کردیا تو ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں مدرسہ رحمانیہ مہسول، ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ھ میں دوبارہ مدرسہ جامع مسجد سیتامڑھی اور ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں دوبارہ مدرسہ قاسمیہ گیا تشریف لے گیے، ان جگہوں پر دوبارہ آپ کا جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ کی خدمت ان اداروں میں قابل قدر تھی اور ذمہ داروں سے بگاڑ مدرسہ چھوڑنے کا سبب نہیں بنا تھا، کچھ ذاتی احوال تھے، جن کی وجہ سے آپ ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ منتقل ہوتے رہے، اللہ رب العزت کو آپ کا فیض کئی اداروں کے توسط سے پہونچانا تھا اس لیے بھی آپ مستقل ایک مدرسہ میں قیام پذیر نہیں رہے، ۱۹۸۹ء میں آپ نے مدرسہ قاسمیہ گیا کو خیر باد کہہ دیا اور گھر آکر فروکش ہو گئے، مخدوم بہار حضرت مولانا محمد طیب صاحبؒ اس زمانہ میں جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کے ناظم تھے، آپ کے علم و فضل، تقویٰ و طہارت، دیانت و امانت اور تدریسی صلاحیتوں سے واقف تھے، چنانچہ حضرت کی خواہش پر شوال ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۹ء سے اشرف العلوم کی تدریسی خدمت پر مامور ہوئے اور کئی سالوں تک صدر مدرس کے منصب کو بھی سنبھالا، پھر تا حیات اشرف العلوم چھوڑ کر کسی اور جگہ کا رخ نہیں کیا، ۱۹۵۱ء، ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء میں آپ نے چار بار حج بیت اللہ کی سعادت پائی، بیعت و ارشاد کا تعلق ۱۳۵۵ھ میں حضرت مولانا وارث حسین لکھنوی خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے تھا، ان کے انتقال کے بعد ۱۳۶۴ھ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے تعلق قائم کیا اور ذکر قلبی تک کی تعلیم پائی، حضرت مدنیؒ کے وصال کے بعد صاحب زادہ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ سے جڑے رہے، حضرت مولانا محمد طیب صاحب ناظم جامعہ اشرف العلوم اور مولانا نذیر احمد صاحب موضع شیخ پور بگہا سے آپ کو خلافت حاصل تھی۔

پہلی شادی ۱۹۳۲ھ میں اپنے ماموں رسول خان صاحب کُمّاوی کی صاحبزادی سے کیا، دولڑکے عبد القدوس اور عبد القدیر اور دولڑکیاں تولد ہوئیں، ان کے انتقال کے بعد دوسری شادی ۳/صفر ۱۳۹۳ھ کو عبد العزیز خان صاحب کماوی کی دختر نیک اختر سے ہوئی، جس سے چار لڑکے اور دو صاحب زادیاں تولد ہوئیں۔ تدریس کے ساتھ اللہ رب العزت نے آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی ذوق بخشا تھا، سترہ ہزار احادیث پر مشتمل آپ کی کتاب جوامع الکلم الطیب، قلمی شکل میں موجود ہے، فقہ حنفی کی مؤید اور محدثانہ رنگ میں ہے، اس کے علاوہ اشرف التصریف، اطیب البیان شرح دیوان متنبّی، اطیب الدراسۃ شرح حماسہ ہے، ساری کتابیں غیر مطبوعہ ہیں اور اہل خیر کی توجہ کی طالب ہیں۔

حضرت سے میری ملاقات قدیم تھی، جن دنوں میں جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں امتحان لینے جایا کرتا تھا، ان دنوں ان کی شفقت و محبت اور ان کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہوا کرتا تھا، جامعہ میں ''طیبین'' زہد و تقویٰ اور سادگی میں ممتاز ترین تھے، انہیں دیکھ کر اسلاف کی یاد آتی تھی، مولانا کی مجلسی گفتگو بھی علمی ہوتی تھی اور غیبت سے پاک و صاف ہوتی تھی۔ سنجیدگی، متانت اور وقار کے ساتھ ہوتی تھی۔

مولانا اب اس دنیا میں نہیں رہے، ان کی یادیں باقی ہیں، برسوں تک ان کا میدان عمل بنا جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں باقی ہے اور ان کی غیر مطبوعہ کتابیں ہماری محبت کا امتحان لے رہی ہیں، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کے صد سالہ اجلاس کے موقع سے ان کی کتابوں کی طباعت کا نظم ہوجاتا تو علمی دنیا کو اس سے فائدہ پہونچتا اور یہ بہترین خراج عقیدت بھی ہوتا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مولانا کی مغفرت فرمائیں اور ان کے درجات بلند کرے۔

ع۔ این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

ادبی میزان

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

''ادبی میزان'' ڈاکٹر عشرت بیتاب آسنسول مغربی بنگال کے تنقیدی و تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے، پوری کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں فکشن کا ذکر ہے، جس میں انیس رفیع، شوکت حیات، زین العابدین محمود واجد، مناظر عاشق ہرگانوی، اشتیاق سعید، عبد المتین، سلیم سرفراز اور حسن نجمی کے افسانوں میں فکری آگہی، اور اساس کا جائزہ ان کی کہانیوں کے حوالہ سے لیا گیا ہے، ڈاکٹر عشرت بیتاب نے انیس رفیع کے افسانے کو اردو افسانے میں تیسری آواز کی بازگشت قرار دیا ہے، انہون نے محمد حسن کے حوالے سے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ''ادب میں تیسری آواز کی سب سے واضح پہچان یہی ہے کہ سماجی بے انصافی کے المیے کو شاعر اور ادیب کتنی شدت اور ذات کی کتنی شرت اور شمولیت کے ساتھ محسوس کرتا ہے، ان کا خیال ہے کہ اردو افسانے میں تیسر آواز پرانے طرز کے واقعاتی، تجریدی اور علامتی افسانوں کے درمیان سے ابھری، اشتیاق سعید کو ڈاکٹر عشرت بے تاب نے اس دہائی کا معتبر افسانہ نگار قرار دیا ہے، زین العابدین تین ملکوں کے لیکھک ہیں، شوکت حیات کے گنبد کے کبوتر کی قوت پرواز بھی عشرت بیتاب کے یہاں غیر معمولی ہے، مناظر عاشق ہرگانوی کے افسانے عصری حسیت سے بھرور اور فنی چابک دستی سے مالا مال ہیں، محمود واجد اور سلیم سرفراز کے افسانے فکری اساس و آگہی کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں، حسن نجمی موم کی عورت کے خالق ہیں اور عبد المتین عصری ادب کی اہم آواز بن کر قارئین کے سامنے آتے ہیں۔

دوسرے باب میں علقمہ شبلی، رونق نسیم، معراج احمد معراج، تسلیم نیازی، نجم عثمانی، افضال عاقل، وقیع منظر، عظیم الدین عظیم اور عالم انجم کی شعریات پر قلم اٹھایا ہے، اور علقمہ شبلی کی رباعیات میں قلم کی جولانی، معراج احمد معراج کی شاعرانہ عظمت اور وقیع منظر کے گلاب رنگ دوہے پر تنقیدی بصیرت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، عشرت بیتاب کی نظر میں عالم انجم، افضال عاقل، عظیم الدین عظیم نئی نسل کے نمائندہ شاعر ہیں، تسلیم نیازی کو وہ اردو شاعری کی آبرو قرار دیتے ہیں، رونق نعیم کی شاعری میں بنگال کی خوشبو ہے اور نجم عثمانی شمار نفس کے شاعر ہیں، شمار نفس عشرت بے تاب کی اپنی اصطلاح ہے، عشرت بے تاب نے اپنی تنقیدی ادبی میزان میں جانچ پرکھ اور چھان پھٹک کر ان کے شعری مقام و منصب سے ہمیں باخبر کرایا ہے۔

تیسرا باب شخصیات پر مشتمل ہے، ڈاکٹر احمد سجاد، احسان ثاقب، محبوب انور، ڈاکٹر شاہد اختر، علیم صبا نویدی، خواجہ جاوید اختر، ساحر شیوی، بیشتر قدوسی اور خالق عابدی احوال و آثار، افکار و خیالات کے ساتھ اس باب میں جلوہ فگن ہیں، ان حضرات کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر شخصیت کے اندرون میں جھانکنے کی عشرت بیتاب نے کوشش کی ہے، فن و شخصیت کے حوالہ سے انہیں میزان میں رکھا ہے، اور ان حضرات کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

چوتھا باب متفرقات ہے، متفرقات کا پیٹ بڑا ہوتا ہے، اس میں بہت کچھ سما جاتا ہے، لیکن عشرت بے تاب نے اس باب کو بھی دوسرے باب کی طرح ہی رکھا ہے، اس باب میں سعادت حسن منٹو، نصر غزالی، شریف ارشد، اقبال جاوید، مقبول فاروقی، داؤد محسن، انور حسین، انور سلام، کیفی اور صادق رائے بریلوی کی شخصیت اور تصنیفات کا جائزہ لیا گیا ہے، اس باب کے بیش تر مضامین اصلاً تبصرہ کے قبیل کے ہیں، تبصرہ شخصیت پر بھی اور کتاب پر بھی۔

پوری کتاب دو سو چوبیس صفحات میں سماتی ہے اور اس اہم کتاب کی خریداری کے لیے صرف ایک سو بیالیس روپئے خرچ کرنے پڑتے ہیں، کتنا سستا سودا ہے، دہلی میں ایجوکشنل پبلیشنگ ہاؤس، پٹنہ میں کتاب گھر سبزی باغ، کولکاتا میں عثمانیہ بک ڈپو کولوٹولہ، آسنسول میں تنویر، نصیر، حنفی، زمزم اور نشاط بک ڈپو سے حاصل کی جاسکتی ہے، کتاب کی طباعت خوبصورت، کاغذ عمدہ، جلد دیدہ زیب، کتاب کا انتساب محبّ اردو چودھری ابن نصیر المعروف نعیم اشفاق کے نام ہے، اس انتساب کی وجہ ان کا محبّ اردو ہونا بھی ہوسکتا ہے اور نام کے نصر ہونے کی وجہ سے طباعت میں نصرت بھی انہوں نے کی ہو تو بعید نہیں، اندرون میں جھانکنے کی کوشش نہ کیجئے، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کا شکریہ ادا کیجئے، جس کے تعاون سے یہ کتاب منظر عام پر آسکی، ٹائٹل کے فلیپ پر ڈاکٹر عاصم شہنواز شبلی شعبہ اردو مولانا آزاد کالج کولکاتا اور ڈاکٹر مشکور معینی صدر شعبہ اردو بی بی کالج آسنسول کی تحریر عشرت بیتاب کے افسانے اور کہانیوں کی خوبیوں اور اسلوب پر ہے، یہ تحریر فلیپ پر برمحل نہیں لگتی، کیوں کہ عشرت بیتاب کی اس کتاب کا تعلق ان کی کہانی سے نہیں، ان کی تنقیدی بصیرت اور تبصراتی شعور سے ہے، اس حوالہ سے فلیپ پر کوئی تحریر ہوتی تو زیادہ مناسب ہوتا۔

اس تحریر سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ ہم جان سکے کہ عشرت بیتاب صرف نقاد ہی نہیں، افسانہ نگار اور کہانی کار بھی ہیں، ادبی میزان میں انہوں نے پوری تنقیدی بصیرت کا ثبوت دیا ہے، ان کی تنقیدیں عملی تنقید کا بہترین نمونہ ہیں، وہ شاعر بھی ہیں، اس لیے تنقید کرتے وقت وہ فنی تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں، انہیں الفاظ کی صوتی ہم آہنگی اور خیالات کی ترسیل کا بھی پورا پورا خیال رہتا ہے، ان سب کے باوجود ادبی میزان میں ان کے تولنے کے اپنے پیمانے ہیں اور قوت تمیزی وہ کسی سے مستعار نہیں لیتے، وہ جیسا سمجھتے ہیں، من و عن لکھ دیتے ہیں، وہ تنقید میں محاسن پر نگاہ رکھتے ہیں، عیوب پر گرفت کم کرتے ہیں، میرے ایک دوست کہا کرتے ہیں کہ گلشن میں پھول چننے، دیکھنے آنکھوں کو تازگی بخشنے کے جذبہ سے جائیے، کانٹوں کے چکر میں مت پڑیے، اچھے نقاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ گلشن میں پھولوں کی خوشبو سے مشام جاں کو معطر کرے اور کانٹے دامن پکڑ لیں تو ان پر بھی التفات کرے، آخر ان کانٹوں سے گذر کر ہی پھول جلوہ بکھیرنے کے لائق ہوتے ہیں، کچھ سمجھا آپ نے؟

ملک کو نفرت سے بچائیں؟

نازش ہما قاسمی

ملک میں ان دنوں جذبات بھڑکانے کا کھیل عروج پر ہے، کچھ فرقہ پرست اور نیتا اپنی قوم کے جذبات بھڑکانے میں مصروف ہے، جس سے ہندوستان کی برسوں پرانی روایت گنگا جمنی تہذیب داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ ملک کے سبھی فرقہ پرست لیڈروں کی تقاریر اشتعال انگیزی سے پر ہے، ہندو مسلمان کو دھمکی دے رہا ہے، گالیاں بک رہا ہے، عزت وحرمت پامال کرر ہا ہے، کوئی پاکستان جانے کا مشورہ دے رہا ہے۔

ہندو اور مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی خلیج کو دیکھ کر ایسا لگنے لگا ہے کہ کہیں وہی حالات دوبارہ نہ پیدا ہو جائیں جو 1947 میں تقسیم ہند کے وقت ہوئے تھے۔ اور جس صورت حال کا ہندوستان شکار ہوا تھا، اگر ایسا ہوتا ہے تو ہندوستان سرخ ہندوستان میں تبدیل ہو جائے گا، غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے افراد کے چہروں پر آنسوؤں کے دھارے بہتے ہونگے اور ان کے قلوب سے اٹھتی چیخیں دب کر رہ جائے گی، گلے تک کا سفر طے نہیں کر سکیں گی، کسی کو کچھ سنائی نہیں دے گا۔ اس کشت وخون کی بہتی ندی میں دونوں قومیں ڈوب جائیں گے، ان کا صرف نقصان ہی ہوگا فائدہ نہیں۔ ہاں البتہ فائدہ ان فرقہ پرستوں کا ہو سکتا ہے جو لاشیں گرانے پر یقین رکھتے ہیں، جو لہو پینے کے عادی ہیں، جو لاشوں پر کرسی کے پائے رکھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا ممکن نہیں ہے کیوں کہ اکثریتی طبقے کے وہ افراد جن کا سیکولرازم اور جمہوریت پر ایمان ہے وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد ہی ملک کی سلامتی کا ضامن ہے، وہ کھل کر مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں، ہر جگہ انہیں سپورٹ کرر ہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں مسلمانوں پر ہو رہے مظالم کا انہوں نے کھل کر ساتھ دیا، اور ان کے حق کے لیے حکومت وقت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا اور کرر ہے ہیں، ناٹ ان مائی نیم تحریک پوری شدت سے ملک میں جاری ہے، اُمید کی جاسکتی ہے اس تحریک کے اثرات جلد ہی مرتب ہوں گے۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم ان نفرت کے سوداگروں سے خود کو بچائیں، ان نیوز چینلوں سے جن کا کام ہی نفرت کی اشاعت ہے دور رہیں، ان کی خبروں کا بائیکاٹ کریں، ان ٹی وی سیریلوں کا جو آج کل ہندو مسلم معاشرہ کی غلط تشریح کر کے ہندو مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے قصوں کو دکھا رہے ہیں، ان کا بائیکاٹ کریں۔

اگر ہم اس طرح ان لوگوں کے خلاف آئیں گے تو ہمارے مستقبل کا ہندوستان خوشگوار رہے گا، اگر ہم ان کے دام فریب میں آگئے تو ملک کا اللہ ہی خیر کرے۔ ہمیں امید ہے ان سیکولرازم کے پاسداروں سے جنہوں نے ہمیشہ ہندوستانی اقلیت کا ساتھ دیا ہے اور دے رہے ہیں، وہ جب تک ہیں اور ان کی سوچ والے جب تک رہیں گے ہندوستان پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ لاکھ فرقہ پرست اشتعال انگیزی کریں یہ اپنے صبر وضبط سے لاء اینڈ آرڈر کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے انہیں منہ توڑ جواب دیں گے، ان کے عزائم نیست ونابود کردیں گے، ان کی فکر کو دبا دیں گے۔

ضرورت ہے ہم ایک دوسرے کے قریب آئیں، انہیں سمجھیں، سمجھائیں، ان کی نفرت بھری باتوں کو سن کر مشتعل ہونے کے بجائے مصلحت سے کام لیتے ہوئے انہیں بتائیں کہ یہ جو باتیں آپ تک پہنچائی گئی ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ آپ فرقہ پرستوں کی باتوں میں آکر ملک کا نقشہ نہ تبدیل کریں، اسلام امن پسندوں کا مذہب ہے، اسلام میں ناحق قتل جائز نہیں، وہ ایسا مذہب ہے جہاں راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے پر بھی ثواب ملتا ہے، تو سوچیں وہ کیوں ہندوستان کی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکائیں گے۔ ہمیں انہیں باور کرانا ہوگا اس کے لیے ہمیں زمینی سطح پر محنت کرنی ہوگی جس طرح آر ایس ایس نے زمینی سطح پر محنت کی ہے، اور اس کی اس محنت کا انہیں آج یہ ثمرہ مل رہا ہے کہ وہ اکثریتی طبقے کے چند افراد کو، برسوں سے گنگا جمنی تہذیب پر رکھنے والے لوگوں کو گاندھی نظریے سے ہٹا کر گوڈسے کی راہ پر لے آئے ہیں۔ ہمیں بھی اسی طرح محنت کرنی ہوگی اور بہت جلد کرنی ہوگی اس کے لیے کسی تنظیم کی ضرورت نہیں، ہر کوئی اپنے سے شروع کرے اور مخلص ہو کر شروع کرے، ان شاء اللہ ہمیں اس کا پھل ملے گا اور ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ ملک کو نفرت کی آندھی میں دھکیلنے والوں کے عزائم خاک کردیں گے اور ہندوستان کو خاک وخون میں لت پت ہونے سے بچا لیں گے۔ ہمیں برادران وطن کو یہ بھی باور کرانا ہوگا کہ اگر اسلام دہشت گردوں کا مذہب ہوتا، وہ جبراً مذہب تبدیل کروانے پر یقین رکھتے تو ہندوستان میں ساڑھے نو سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی، زمام اقتدار ان کے ہاتھوں میں رہا، وہ ہندوستان کے سیاہ وسفید کے مالک رہے؛ لیکن کبھی انہوں نے برادران وطن کو تکلیف نہیں دی، کبھی جبراً تبدیلی مذہب پر مجبور نہیں کیا، کبھی ان کی مذہبی رسومات کو تبدیل کرانے کے درپے نہیں ہوئے، کبھی ان کے مقدس مقامات کی بے حرمتی نہیں کی، کبھی کوئی مندر نہیں ڈھایا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ساڑھے نو سو سال کے طویل عرصے میں ہندوستان میں ہندو نام کی کوئی چیز نہیں رہتی، اور ہندوستان خالص مسلم ملک ہو جاتا اور آزادی کے بعد جو ہندو سو کروڑ ٹھہرے اور مسلمان پچیس کروڑ یہ اُلٹا ہو سکتا تھا ہندو پچیس کروڑ رہتے اور مسلمان سو کروڑ، لیکن ان بادشاہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس الزام کی حقیقت سے انہیں آگاہ کرانا ہوگا۔ ہندو مسلم اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ ہم فرقہ پرستوں کا کھل کر مقابلہ کریں 'ناٹ ان مائی نیم کی تحریک کو پورے ملک میں زور وشور سے چلائیں، سیاسی پارٹیوں اور سیاسی تنظیموں کو اس سے دور رکھیں کیوں کہ منکول کی رائے کے مطابق، جہاں سیاست آجاتی ہے وہاں سودے ہوتے ہیں قوم کے مفاد کی باتیں نہیں اور یہ سیاسی پارٹیاں صرف اور صرف جذبات سے کھیلنا جانتی ہیں کیوں کہ انہیں ملک کو 'جذباتی ہندوستان' بنانا ہے۔

بڑھتی بے روزگاری۔ ذمہ دار کون

وسیم فاروق اعظمی

کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی کا انحصار وہاں کے رہنے والے لوگوں پر موقوف ہے، اگر وہاں کے لوگ خوش حال اور فارغ البال ہونے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ بھی ہیں تو اس ملک کو ترقیاتی دوڑ میں کوئی پیچھے نہیں کر سکتا، اس کے برعکس اگر معاشی حالات کمزور ہوں، نوجوان طبقہ بے روزگاری سے پریشان ہو، تو وہ ملک انحطاط اور تنزل کا شکار ہو جائے گا، اسی لیے تو تمام ترقی یافتہ ممالک سب سے پہلے اپنے لوگوں کو روزگار کے اچھے مواقع فراہم کرتے ہیں، صنعت وحرفت کو بڑھانے کی طرف خوب توجہ دیتے ہیں۔

جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ ہمارا ملک عزیز ہندوستان جو آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا سب سے بڑا ملک مانا جاتا ہے، ترقی کے میدان میں سست روی کا شکار کیوں ہے، جب یہاں کی آبادی کا تناسب دوسرے ملکوں سے کہیں زیادہ ہے تو یہاں جوان لوگوں کی تعداد بھی تو زیادہ ہوگی اور جوان لوگ ہی بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دے سکتے ہیں، ملک کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور یہی لوگ نئے نئے چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ ترقی کے میدان میں وہ اوج وکمال نہیں حاصل کر پاتے جو دوسرے ملک کے لوگ آسانی کے ساتھ حاصل کر لیتے ہیں، اسی لیے تو زمینی سطح پر کام کرنے والے اور تجزیہ کار تحقیقات کر کے اس نتیجے پر پہنچے ہیں سب سے بڑا مسئلہ جو عروج وارتقا تک پہنچنے سے رکاوٹ بنتا ہے وہ نوجوان لوگوں کے روزگار کا نہ ہونا ہے، یہاں پر روزگار کا مسئلہ بڑا ناگفتہ بہ ہے، لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں نوجوان طبقہ بے روزگار ہے، یہ وقت کا کتنا بڑا المیہ ہے کہ جن لوگوں پر ملک کی تعمیر وترقی منحصر ہے وہ روزگار سے ہی محروم ہیں یا کچھ لوگوں کو روزگار بڑی مشکل سے ملا بھی تو اچھا روزگار نہیں ملا ہے، روزگار کے سلسلے میں بڑی بڑی باتیں کر کے جوانوں کو لبھانے والے ذرا سوچیں کہ ملک کے کئی کروڑ لوگ معیشت کے لیے دوسرے ملکوں کا سفر کرنے پر مجبور ہیں، کیا انہیں اپنے تجربہ خانہ جس میں بیٹھ کر پاس پڑوس کے ملکوں کی باتیں ببانگ دہل کرتے رہتے ہیں، اور ٹھیک ہے کرنا بھی چاہیے لیکن کیا اپنے ملک کے لوگ روزگار کے لیے بیرون ملک کمپنیوں کے ملازم بنے رہیں گے، وہ لوگ جو بہت سی خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں، ان کی لیاقت سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور مزہ لیں اور یہاں کے لوگ پریشانی اور دقت کی زندگی گزاریں، وطن عزیز کی مٹی اتنی زرخیز اور اپجاؤ ہے کہ اس نے ایک سے بڑھ کر ایک لعل وبدخشاں پیدا کیے ہیں، تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اس سے اچھی طرح واقف ہیں، پھر یہاں کے لوگوں کو خاص طور سے نوجوانوں کو روزگار فراہم کیے جانے پر غور کیوں نہیں کیا جاتا، آج تو عوام سے خطاب کرتے ہوئے بڑی آسانی کے ساتھ ہمارے نیتا لوگ کہہ دیتے ہیں کہ نوجوان کو روزگار سے جوڑا جائے گا، کیا صرف زبانی ہی نوکری دی جائے گی یا پھر زمینی سطح پر حقیقت سے بھی اس کا کوئی تعلق ہوگا۔ ہر سال پانچ کروڑ کے آس پاس نوجوان تیار ہوتے ہیں جن کی تعداد کو دیکھتے ہوئے روزگار میں اضافہ ہونا چاہیے تھا لیکن ہوتا اس کے برخلاف پچھلے تین سالوں میں تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہمارے یہاں بہت بھاری تعداد میں لوگ روزگار سے محروم ہو گئے ہیں، نوبت فاقہ کشی تک آگئی ہے، حکومت کو ترجیحاتی بنیاد پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں صنعت وحرفت اور ہنرمندی کے لحاظ سے تجزیہ کیا جائے تو واضح طور پر یہ معلوم ہوگا کہ اس طرف عدم توجہی کے باعث بڑی محرومی ہے، اسی لیے بے روزگاری میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایک بڑا طبقہ ہمارے یہاں کا زراعت سے سے جڑا ہوا ہے لیکن اس میں نئے نئے الیکٹرانک سسٹم سے واقف کرانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی، زراعت سے متعلق جتنی بھی ٹکنالوجی وجود میں آئیں ہیں جن کا جاپان، فرانس اور چین جیسے ممالک میں کثرت سے استعمال بھی ہو رہا ہے اگر ان ساری چیزوں کو ہمارے یہاں بھی عمل میں لایا جائے تو اس میں کام کرنے کے لیے آدمیوں کی ضرورت تو پڑے گی، اس سے بہت سارے لوگ روزگار سے منسلک جائیں گے۔ روزمرہ کے استعمال کی چیزیں جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے ہمارے ملک میں چین اور کوریا وغیرہ سے منگانی پڑتی ہیں، آخر ایسا کیوں ہے، اگر ان سامانوں کو اپنے ہی لوگوں کو ٹریننگ دے کر تیار کرائی جائیں تو اس سے یقیناً بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا اور ایسا نہیں ہے کہ ہمارے یہاں کے لوگوں میں ہنرمندی نہیں ہے، بس بات یہ ہے کہ ان کی باقاعدہ ٹریننگ نہیں ہے جس کی سخت ضرورت ہے، اگر حکومت، ہندوستان کے ہر صوبے میں وہاں کی آبادی کے لحاظ سے ٹریننگ سینٹر کھول دے پھر بڑی بڑی کمپنیاں قائم کردے تو روزگار کے لیے راحت ملے گی۔ (بقیہ صفحہ ۶ ؍ پر)

اسلام حقوق نسواں کا علمبردار

محمد احمد سجادی، شعبۂ دعوت وتبلیغ امارت شرعیہ

ہمارے بعض ناداں بھائی عورتوں سے متعلق اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں، جن میں عورتوں کی آزادی، مردوں سے ان کی برابری اور دیگر اعتراضات شامل ہیں، ان کا مقصد اسلام کے پاکیزہ دامن کو داغ دار کرنا ہوتا ہے، حالانکہ اسلام رب کا پسندیدہ دین ہے، جس کی تعلیمات اور تہذیب وثقافت نے انسانوں کو انسانیت سکھائی۔

اسلام میں عورتوں کی آزادی کی اگر بات کریں تو اس نے مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی خیال رکھا اور حدود شرع میں رہتے ہوئے انہیں ہر قسم کی آزادی بخشی، جن عورتوں کو لوگ اپنی عزت وناموس کے لیے عار سمجھتے تھے، ان کی آزادی تو دور، ان کی زندگیاں چھیننے کے درپے ہوا کرتے تھے، اسلام نے انہیں عورتوں کو اس مقام پر لا کھڑا کر دیا کہ عورتوں کو سماج کے دبے کچلے لوگوں میں شمار کرنے والے آج انہیں عزت وشرافت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ہمارے کچھ ناداں بھائی اور ان کے ساتھ کچھ کمزور ایمان والے مسلمان بھی عورتوں کو پردہ میں رکھنے پر اعتراض کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ کی زنجیر میں جکڑ کر انہیں چہار دیواری میں چن دیا ہے اور ان کی آزادانہ حیثیت کو بالکل ختم کر دیا ہے۔

مگر یہ بات انہیں سمجھ نہیں آتی کہ پردہ عورتوں کے لیے قید وبند نہیں؛ بلکہ عزت ووقعت اور عصمت وعفت کے تحفظ کے لیے اسلام کا عظیم تحفہ ہے، اسلام نے انہیں یہ تعلیم دی کہ عورت سماج کی قیمتی چیز ہوتی ہے، اسے کھلے میں رکھ کر ضائع مت کرو، کیوں کہ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے، اسے اتنا ہی چھپا کر اور سنبھال کر رکھا جاتا ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے، جیسے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی وغیرہ۔ یہاں سے پردہ کی اہمیت اور عورتوں کی حیثیت سمجھ میں آتی ہے کہ عورت کتنی قیمتی ہے اور جس طرح قیمتی شے کو بے پردہ رکھنے میں اس کے لٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، اسی طرح عورتوں کے بے پردہ رہنے میں بھی ان کی عصمت کے لٹ جانے کا خطرہ ہے؛ اس لیے اسلام نے انہیں حکم دیا کہ عورتیں اپنے ان تمام اعضا کو چھپا کر رکھیں جو مردوں کو لبھانے کا سبب بنتے ہیں۔

جہاں تک عورتوں کی مکمل آزادی کا سوال ہے تو یہ کسی مذہب میں نہیں ہے، ہندو دھرم کی قانونی کتاب ''منوسمرتی'' کے باب: ۵ اور شلوک ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸ میں لکھا ہے کہ عورتیں بچپن میں اپنے ماں باپ کے اختیار میں رہیں، جوانی میں شوہر کے ماتحت اور بیوہ ہونے کی صورت میں اپنے لڑکوں کے قبضہ میں رہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے یہاں بھی عورتوں کو بے لگام آزاد چھوڑ دینے کا تصور نہیں تھا، مگر اس خوبصورت اور باوقار تعلیم کو چھپا کر اسلام کے خلاف عورتوں کو ابھارا گیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارا خوبصورت ملک ہندوستان مغربی رنگ میں رنگتا چلا جا رہا ہے، وہ مغرب جہاں آزادی کے نام پر ہوس کی پوجا ہوتی ہے، جہاں عورت اتنی آزاد ہے کہ وہ اپنے بیٹے اور بھائی سے بھی ناجائز تعلقات قائم کر سکتی ہے اور شوہر اگر چاہے تو وہ اپنی بیوی کو کسی اور کے حوالہ کر سکتا ہے، یورپین ممالک کے نام نہاد مہذب لوگ ایسا پوری آزادی اور دھڑلے سے کر رہے ہیں، حتی کہ ماضی میں کسی غریب کی نئی نویلی دلہن کو چوبیس گھنٹے تک اپنے تصرف میں رکھنے اور اس کے جسم سے لطف اندوز ہونے کا حق ان کے مذہبی پیشواؤں کو حاصل تھا۔ (المرأۃ بین الفقہ والقانون: ۲۱۱)

عورتوں کی آزادی کے علمبردار برطانیہ کی پارلیمنٹ نے عورت کے لیے انجیل کا پڑھنا حرام قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں عورتوں کو کھلی آزادی ملنیء چاہئے، کیوں کہ مذہبی کتاب سب کے لیے ہوتی ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، مگر چونکہ ان لوگوں کو دنیا کی سب سے سیکولر قوم سمجھا جاتا ہے، اس لیے کوئی ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، مگر جب دوسری قوموں نے عورتوں کے سلسلہ میں ان پر طعنہ زنی شروع کی تب جا کر ان کے یہاں عورتوں کی آزادی کا تصور جاگا، جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ لوگ عورتوں کو بے لگام آوارہ کھلا چھوڑ دینے کے قائل ہو گئے اور یہ بھول گئے کہ عورتوں کی آزادی سے مکمل آزادی نہ تو کوئی مذہب مراد لیتا ہے اور نہ کوئی تہذیب، کیوں کہ آزادی کو اگر اس کے عمومی معنی میں لیا جائے تو لاقانونیت اور ایسا جنگل راج قائم ہوگا کہ جس میں کوئی محفوظ نہیں رہ سکتا؛ اسی لیے اسلام نے عورتوں کو حدود میں رہ کر کھل کر جینے کا سلیقہ سکھایا، تاکہ ان کو بے ضابطگی کے نقصانات سے دوچار نہ ہونا پڑے اور سماج بھی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے۔

اسلامیات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو حدود شرع میں رہ کر مناسب کام کرنے کی اجازت ہے، جیسے حضرت خدیجہ نے تجارت کیا، حضرت عائشہ، فاطمہ زہرہ اور دیگر صحابیات نے درس وتدریس کا کام انجام دیا اور جنگوں میں مسلمان مردوں کی مرہم پٹی بھی کی، یہ تمام مثالیں عورتوں کی آزادی کو ثابت کرتی ہیں، مگر شتر بے مہار کی طرح نہیں، جیسی آزادی کا قائل آج کا نام نہاد مہذب معاشرہ ہو چکا ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وہ مردوں کی طرح بیک وقت چار شادیاں نہیں کر سکتیں، نہ انہیں مردوں کی طرح طلاق کا حق دیا گیا ہے، نہ ان کو وراثت میں مردوں کے برابر حق ملتا ہے اور نہ وہ حکمراں اور لیڈر بن سکتی ہے، گویا اسلام میں مساوات کے نام پر عورتوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے، لہذا ان کو مردوں کے برابر حق ملنا چاہئے؛ بلکہ ریاست اور سماج میں ان کی اچھی خاصی حصہ داری بھی ہونی چاہئے، تاکہ وہ ہر میدان میں ترقی کریں اور ہر معالہ میں مردوں کے برابر ہو جائیں، حتی کہ دونوں جنسوں کے درمیان فرق مراتب ہی ختم ہو جائے۔

دراصل یہ نعرہ اور مطالعہ مغربی تہذیب کے بڑھتے ہوئے غلبے کے زیر اثر ہے، جس نے بھولے بھالے لوگوں کے صاف ستھرے ذہن کو خراب کر رکھا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ لوگ الٹے سیدھے سوالات کرتے رہتے ہیں، ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو اپنے پسند کے جوڑے سے اپنی مرضی کے مطابق شادی کرنے کی اجازت نہیں دی ہے، جو کہ عورتوں کا حق ہے، تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق بالغہ لڑکی اپنے پسندیدہ جوڑے سے نکاح کرنے میں بالکل آزاد ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس کی حدیث میں مذکور ہے: الأيم أحق بنفسها. (مشکوٰۃ) (کہ عورت اپنی جان کی زیادہ حق دار ہے) یعنی بالغہ لڑکی شادی کرنے میں اپنی مرضی کی مالک ہے، مگر چونکہ اسے مکمل طور پر صحیح غلط کی پہچان نہیں ہوتی اور ممکن ہے کہ وہ غلط فیصلہ لے کر خطرہ مول لے لے، اس لیے سماج میں لڑکیوں کا خود سے نکاح کرنا عار سمجھا جاتا ہے۔

اور جہاں تک عورتوں کی بیک وقت چار شادیوں کا سوال ہے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر عورت بیک وقت چار شادیاں کرے تو اس کا نتیجہ خونریزی اور نسب کا مجہول ہونا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ایک مطالبہ انہیں طلاق دینے کا حق دینے کے لیے کیا جاتا ہے، حالانکہ اگر انہیں طلاق کا حق دے دیا جائے تو اس کا نتیجہ گھریلو نظام کا درہم برہم ہونا ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ جذبانیت اور عجلت پسندی ان کی زندگی کا لازمی جز ہے۔

رہا وراثت کا سوال تو اسلام نے عورتوں کو حق میراث میں پوری آزادی دے رکھی ہے، یہ اور بات ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی مالی ذمہ داریوں کے کم ہونے کی وجہ سے انہیں مردوں سے کم میراث ملتا ہے، اس کے برعکس دیگر مذاہب میں نہ تو عورتوں کو جائیداد کا وارث سمجھا جاتا تھا اور نہ ہی وہ اپنا حق لینے میں آزاد تھیں، مگر آج اسلامی تعلیمات سے متأثر ہو کر لوگ عورتوں کو وراثت میں حق دینے لگے ہیں اور ہندوستانی قانون کے مطابق اب عورت جائیداد کی وارث بن سکتی ہے۔

اسی طرح ہم عورتوں کی حکمرانی کے بارے میں بات کریں تو یہاں بھی دراصل عورتوں کی صنفی صلاحیتوں کا خیال رکھا گیا ہے، ان کی صنفی صلاحیت میں جذباتیت اور عجلت پسندی کا بڑا دخل ہے اور یہ دونوں چیزیں بہتر حکمرانی کے راستہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں البتہ اگر حکومت کا نظام شورائی ہو اور حکومت کے فیصلے بنیادی طور پر پارلیمنٹ یا اسمبلی کرتی ہو اور عورت حدود شرع کی پابند ہو تو اس کے لیے حاکم بننا بھی درست ہے۔

اسلامی احکام میں ان ساری چیزوں کا ہونا عورتوں کی آزادی اور ان کے مساوات وبرابری کو ثابت کرتا ہے اور مساوات وبرابری کا مطلب قطعاً یہ نہی ہے کہ ہر آدمی ہر کام کر سکتا ہے، بلکہ مساوات کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی کو اس کی صلاحیت وقوت کے مطابق کام کرنے کے مواقع حاصل ہوں اور ان کے درمیان جنسی اور صنفی بنیادوں پر امتیاز نہ کیا جائے۔

لیکن اگر مساوات کا یہ مطلب ہو جائے کہ ہر آدمی ہر کام کر سکتا ہے تو یہ مطلب دنیا کی کسی مفکر ومدبر کے یہاں معتبر نہیں ہے، کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر عورت بچہ جننے پر قادر ہے تو برابری کا تقاضہ ہے کہ مرد بھی بچہ جنے، اسی طرح چیرمین (Chairman) کی کرسی پر چپراسی کو بھی بیٹھنے کا حق ملنا چاہئے، مگر اس طرح کی برابری، کوئی بھی صاحب عقل تسلیم کرنے کو تیار نہیں، معلوم ہوا کہ مساوات وبرابری اپنے عمومی معنی میں نہیں ہے، بلکہ صلاحیت وقابلیت کے اعتبار سے مساوات کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اسلام میں مرد وعورت کے درمیان اسی طرح کے مساوات پر زور دیا گیا ہے۔

بقیہ بڑھتی بے روزگاری .... دراصل ہندوستان میں چھوٹی چھوٹی صنعتوں پر عدم توجہی سے بڑی خرابی آ رہی ہے، اس کا پیش خیمہ دیکھنا ہے تو دیکھیں کہ ہندوستان میں کپڑے کی صنعت سے بھی ایک طبقہ جڑا ہوا ہے، راجستھان، ہریانہ اور یوپی وغیرہ کے کئی علاقوں میں کپڑے تیار کیے جاتے ہیں پھر وہ سپلائی ہو کر دوسری بہت سی جگہوں پر جاتے ہیں، اتر پردیش کے بنارس، مؤ، اعظم گڑھ، غازی پور اور امبیڈکر نگر وغیرہ کے اچھے خاصے لوگ عمدہ تیار کرتے ہیں، اعظم گڑھ، مؤ، بنارس اور اکبر پور میں تو کئی مقامات پر بڑے قیمتی کپڑے بنائے جاتے ہیں لیکن حکومتی سطح پر اس صنعت میں اور اس جیسی بے شمار دوسری چھوٹی صنعتوں میں ترقی دینے کو نہیں سوچا گیا، جس وجہ سے بے روزگاری میں اس طور پر اضافہ ہوا کہ بجائے لوگ اس سے جڑنے کے بجائے اس سے کٹ گئے، اسی طرح کی صورت حال ملک کے کئی صنعتوں کا ہے، جس کی طرف خاص توجہ دے کر روزگار بڑھانا چاہیے۔

ہمارے ملک میں تقریباً ساڑھے چھ لاکھ گاؤں ہیں اگر ہر گاؤں میں وہاں کے اعتبار سے ہنرمندی سکھانے کے مراکز کھولے جائیں تو حالات بہتر روزگار کی طرف آ جائیں گے، دوسری طرف تقریباً پانچ کروڑ تیار ہونے والے نوجوانوں کو فوری طور پر روزگار نہ دیا جائے تو ان کے قدم لڑکھڑا سکتے ہیں، جرائم کے بڑھنے میں بہت حد تک بے روزگاری کا بھی ہاتھ ہے۔ حکومت چینی اور جاپانی سامان کی طرح یہاں پر بھی سامان تیار کرانے کی طرف خاص توجہ دے تاکہ اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار حاصل ہو سکے۔ صنعت وحرفت کے ماہرین کو یہاں پر بھی اتنی تنخواہ دی جائے کہ انہیں امریکہ اور فرانس وغیرہ جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ واقعتاً یہ بھی ایک دکھ کی بات ہے کہ ہنرمند لوگ یہاں کم پیسے ملنے کے باعث بیرون ملک کا رخ کرتے ہیں۔ اس لیے تمام اضلاع کے اندر ہنر سیکھانے کے مراکز کھولے جائیں تاکہ بلیٹ ٹرین کے لیے بھی باہر سے انجینئر بلانے کی ضرورت نہ پڑے بلکہ ملک کے لوگوں کو بڑے بڑے کام کے لیے باہر بلایا جائے، اس طرف حکومت کو اقدامات کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ

مفتی محمد عبداللہ قاسمی

اختلاف رائے فطری اور طبعی چیز ہے، ترقی یافتہ اور زندہ دل قوموں کی پہچان ہے، اس سے باہم مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، کوتاہیوں اور غلطیوں سے سبق لینے کا موقع فراہم ہوتا ہے، یہ انسان کو خوب سے خوب تر کی جستجو میں رواں دواں رکھتا ہے، عروج وترقی کی شاہ راہ پر انسان کو محو سفر رکھتا ہے، اختلاف فکر نہ اتحاد عمل میں مانع ہے اور نہ ہی باہمی توقیر واحترام میں، اگر ہم نے اس بات کو نہیں سمجھا تو یہ ہمارے لئے بڑے خسارے اور نقصان کی بات ہوگی جس کی پابجائی شاید ممکن نہ ہو، اور تاریخ اس جرم کو معاف نہ کرے۔

اختلاف رائے کا خاتمہ ناممکن ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ اختلاف رائے کا خاتمہ ایک خیالی مفروضہ ہے، اور اس کے پیچھے کی جانے والی کوششیں فضول اور بے فائدہ ہیں، تاہم اختلاف رائے اور تعدد آراء کے باوجود معاشرہ میں خوشگوار اور دوستانہ فضا قائم کی جاسکتی ہے، اور وسعت ظرفی اور آپسی محبت ورواداری کا مظاہرہ کرکے اختلاف میں اعتدال اور توازن پیدا کیا جاسکتا ہے، اختلاف رائے کے وقت ہمارا فریق مخالف کے ساتھ کیا طرز عمل ہونا چاہیے؟ مخالفین کے ساتھ کیسا سلوک اور برتاو ہونا چاہیے؟ اس کے لئے ہمیں سیرت طیبہ سے سبق لینے اور آپ ﷺ کی عملی زندگی کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے:

واقعۂ معراج کا پیغام

معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصی سے سدرۃ المنتہی پر تشریف لے جاتے ہیں، تمام آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سلام کرتے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں، اور آپ کی آمد پر خوشی ومسرت کا اظہار فرماتے ہیں، جب کہ آفتاب اسلام طلوع ہونے سے پہلے دیگر انبیاء کے لائے ہوئے تمام مذاہب میں بنیادی عقائد (توحید ورسالت وعقیدہ آخرت) اگرچہ مشترک تھے، لیکن ہر مذہب کے احکام وجزئیات جداگانہ اور باہم متفاوت تھے؛ لیکن یہ چیز باہمی ادب واحترام اور آپسی محبت ورواداری میں مانع نہیں ہوئی۔

انبیاء کرام کا آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے مسجد اقصی تشریف لے جاتے ہیں، اور وہاں آپ علیہ السلام کو انبیاء کرام کی امامت کا شرف حاصل ہوتا ہے، تمام انبیاء کرام بلا کسی توقف وتامل کے آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں، فروعی مسائل میں شدید اختلاف کے باوجود انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرنے میں ذرہ برابر تردد نہیں ہوا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے مابین چند فروعی مسائل اور نظریاتی اختلافات کی بنیاد پر آپسی کشمکش، باہمی بغض وعناد اور ہر فریق کی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا انبیاء کرام کی تعلیمات کے خلاف ہے، اور روح اسلام کے بالکل مغائر ہے۔

صحابہ کرام اور اختلاف رائے

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی کیمیا اثر صحبت نے صحابہ کرام کو کندن بنادیا تھا، آفتاب نبوت کی کرنوں سے منور ہوکر ان میں سے ہر ایک فرد اپنے اپنے عہد کا گل سرسبد اور مینارہ نور تھا، اور نوع انسانی کے لئے باعث شرف وافتخار تھا، زبان نبوت نے انہیں رضی اللہ عنهم ورضوا عنه کا مژدہ جانفزا سنایا تھا، امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام میں سے ہر ایک امت مسلمہ کا مقتدی اور پیشوا ہے، ان کی پیروی دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن ہے، صحابہ کرام کے مابین بھی سینکڑوں مسائل میں اختلاف تھا؛ لیکن اس سے ان کے آپسی تعلقات اور باہمی ادب واحترام میں کوئی فرق نہیں آیا، تمام صحابہ کرام آپس میں مل جل کر شیر وشکر کی طرح رہتے تھے، ایک دوسرے کے خیر خواہ بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے تعاون کرنے والے تھے، ذیل میں صحابہ کرام کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:

ابن عباسؓ اور زید بن ثابت کا باہمی طرز عمل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کے مابین سینکڑوں مسائل میں اختلاف تھا؛ لیکن اس کے باوجود یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابتؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور خچر پر سوار ہوگئے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے احتراما ان کے رکاب کو تھام لیا، اور حضرت زیدؓ کے منع کرنے پر فرمایا کہ علماء کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت زید بن ثابتؓ نے بھی ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا، اور فرمایا کہ اہل بیت کے ساتھ عظمت ومحبت سے پیش آنے کا حکم ہے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر: ۳۷۰۶۱)

جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: هكذا ذهاب العلم ، لقد دفن اليوم علم كثير . دنیا سے علم اسی طرح رخصت ہوتا ہے، حضرت زید بن ثابتؓ کی وفات کی وجہ سے ہم علم کے ایک بڑے حصہ سے محروم ہوگئے۔ (السنن الکبری للبیہقی، حدیث نمبر: ۱۲۱۹۷)

عمر فاروقؓ اور ابن مسعود کا طرز عمل ہمارے لئے نمونہ

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مابین سو سے زائد مسائل میں اختلاف ہونے کے باوجود جب ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت عمرؓ کی مجلس میں تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت عمرؓ خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں، اور ابن مسعودؓ کی فراخدلی کے ساتھ تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: كنيف ملئ علما یہ تو علم سے لبریز ہیں۔ (اعلام الموقعین: ۱/۱۴)

علیؓ ومعاویہؓ کا اسوہ ہمارے لئے مشعل راہ

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین قصاص عثمانؓ کے بارے میں شدید اختلاف ہوا، اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ دونوں فریقوں کے مابین خون آشام لڑائیاں بھی ہوئیں، اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قیصر روم نے حضرت معاویہؓ کو ایک خط لکھا، جس میں اس نے لکھا کہ تمہارے ساتھی حضرت علیؓ نے تمہیں بہت ستایا ہے، میں تمہارے لئے یہاں سے فوج روانہ کررہا ہوں، تاکہ تم ان کو لے کر حضرت علیؓ پر چڑھائی کرو، حضرت معاویہؓ نے اس کے جواب میں جو خط تحریر فرمایا ہے اس کے ایک ایک جملہ میں ہمارے لئے نصیحت وموعظت کا سامان ہے، اس کے سطر سطر سے صدق ویقین اور اخلاص وللّٰہیت چھلکتا ہے، ذیل میں خط کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

اے رومی کتے! میرے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جو اختلاف ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، یاد رکھ کہ اگر تو نے حضرت علیؓ کی طرف ترچھی نگاہ سے دیکھا تو سب سے پہلے علیؓ کے لشکر کا سپاہی بن کر تیری آنکھیں پھوڑنے والا معاویہ ہوگا۔ (البدایہ والنہایۃ: ۷/۲۵۹)

تابعین کرام اور اختلاف رائے

ہمارے لئے جس طرح صحابہ کرامؓ نمونہ ہیں، اور ان کی پیروی باعث نجات ہے، اسی طرح سلف صالحین کی زندگی بھی ہمارے لئے نمونہ ہے، اور ان کی سیرت بھی ہمارے لئے قابل تقلید ہے، ذیل میں ان کی سیرت کے چند تابندہ نقوش ثبت کیے جاتے ہیں، جس سے معلوم ہوگا کہ سلف صالحین باہمی اختلاف کے باوجود اپنے مخالفین کے لئے کتنے سیر چشم اور فراخدل تھے، ان کے قلوب حسد اور نفرت وکدورت سے کتنے پاک تھے۔

امام شافعی کا امام ابوحنیفہ کی تعریف کرنا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان فروعی مسائل میں دیگر ائمہ کے مقابلہ میں بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے؛ لیکن اس اختلاف کے باوجود امام شافعیؒ نے امام صاحبؒ کی عظمت وبلندی کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے، اور فن فقہ میں ان کی مہارت اور وسعت علمی کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة. لوگ فقہ میں امام صاحبؒ کے محتاج ہیں۔ (ادب الخلاف: ۳۰)

امام احمد اور استاد کا ادب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ جب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے کوئی حدیث بیان کرتے تو احتراما ان کا نام نہیں لیتے تھے؛ بلکہ فرماتے: حدثنا الثقة من اصحابنا ہمارے ثقہ شاگرد نے یہ روایت ہم سے بیان کی ہے۔ (ادب الخلاف: ۳۲)

امام احمد اور اختلاف رائے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ پچھنہ لگانے سے یا نکسیر پھوٹنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، چنانچہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر امام نے پچھنہ لگانے کے بعد بغیر وضو کیے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے؟ امام احمدؒ نے فرمایا: سبحان اللہ، کیا میں امام مالکؒ اور سعید بن المسیبؒ کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا؟ (ان دونوں حضرات کا مسلک یہ ہے کہ پچھنہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا) (ادب الاختلاف فی مسائل العلم والدین: ۸۶)

ابو یوسفؒ کا ہارون رشید کے پیچھے نماز ادا کرنا

خلیفہ ہارون رشید نے پچھنہ لگوانے کے بعد امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق وضو کئے بغیر اسی حالت میں نماز پڑھائی، حضرت امام ابو یوسفؒ نے بھی خلیفہ کے پیچھے نماز ادا کی، لوگوں نے کہا کہ آپ نے خلیفہ کے پیچھے نماز ادا کی جب کہ انہوں نے پچھنہ لگوانے کے بعد وضو کیے بغیر نماز پڑھائی ہے، اور آپ کا مسلک یہ ہے کہ پچھنہ لگانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ: امام المسلمین کے پیچھے نماز ادا نہ کرنا شیعہ وروافض کا شعار ہے۔ (ادب الاختلاف فی مسائل العلم والدین: ۸۶)

احمد بن حنبل کا امام شافعی کے لئے دعاء کرنا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام شافعیؒ کے لئے بکثرت دعاء کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے نے پوچھا کہ امام شافعیؒ کون ہیں؟ ہم آپ کو ان کے لئے کثرت سے دعاء کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، امام احمدؒ نے جواب دیا: اے میرے لڑکے! وہ دنیا کے لئے آفتاب کے مانند تھے، اور لوگوں کے لئے صحت وعافیت کے درجہ میں تھے، کیا تم دنیا کے اندر آفتاب اور صحت وعافیت کی نظیر اور مثیل بھی دیکھتے ہو؟ (الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء: ۷۴)

باہمی اتفاق وقت کی اہم ضرورت

آج کے اس پرفتن اور مہیب دور میں جب کہ بزم کافری کا اسٹیج جمایا جاچکا ہے، رقص بتان آزری اپنے عروج پر ہے، ہم لوگ دستار عظمت گنوا بیٹھے ہیں، ہم پہلے تاج بسر تھے اب خاک بسر ہوچکے ہیں، سرفرازی وکامرانی نے ہم سے منھ پھیرلیا ہے، عزت وسطوت بھی ہم سے روٹھ چکا ہے، ہم پہلے امیر کارواں تھے اب گرد کارواں بھی نہیں رہے، غیر مسلم قومیں اپنے عقائد ونظریات اور اپنی تہذیب وکلچر مسلمانوں پر زبردستی مسلط کررہی ہیں، اور اسلامی خصوصیات وامتیازات اور اس کی تہذیب وثقافت کو صفحہ وجود سے حرف غلط کی طرح مٹانے کے لیے کمر بستہ ہوچکی ہیں۔

ایسے پرآشوب اور پرفتن دور میں مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرنا، آپسی محبت ورواداری اور دوستانہ تعلقات کو بڑھانا وقت کی اہم ضرورت ہے، نفرت وعداوت کی بنیادوں کا قلع قمع کرنا ضروری ہے، فراخدلی، سیر چشمی اور برداشت وتحمل مزاجی جیسے اوصاف عالیہ سے ہمیں متصف ہونا ہے، ہمیں ملکی اختلاف سے بالاتر ہوکر ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے، دوسرے مکتب فکر کے لوگوں کی تحقیر وتنقیص اور ان پر کیچڑ اچھالنے سے گریز کرنا چاہیے، اگر ہم نے اس بات کو نہیں سمجھا تو یہ ہمارے لئے نقصان اور خسارہ کی بات ہوگی جس کے لئے شاید تاریخ ہمیں معاف نہ کرے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

کرکک میں تشدد پر اقوام متحدہ کو تشویش

اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل نے شمالی عراق کے صوبہ کرکک کے نزدیک تشدد کے تازہ واقعات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔میڈیا رپورٹ کے مطابق کرکک صوبہ کو عراق کے سرکاری سیکورٹی دستوں نے کردوں سے بازیاب کرالیا ہے۔پندرہ رکنی سیکورٹی کونسل نے بدھ کو ایک بیان جاری کرکے سبھی فریقین سے تشدد کا راستہ چھوڑ کر عراقی اتحاد کیلئے ایک ساتھ مل کر کام کرنے کی اپیل کی۔(یواین آئی)

یوروپی یونین کا مغربی کنارے میں یہودی تنصیبات روکنے کا مطالبہ

یورپی یونین کی خارجہ امور نے بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ غرب اردن اور اطراف کے مقبوضہ علاقوں میں صہیونی آبادکاری کے منصوبے اور تعمیرات بین الاقوامی قانون کے تحت غیر قانونی ہیں، جب کہ نئے تعمیری یونٹس سے فلسطین کے مستقبل میں پر امن حل کی کوششیں بھی متاثر ہوں گی۔ یہودی آبادکاری کے منصوبوں سے فلسطینیوں کے ساتھ مستقبل میں کسی امن معاہدے کے امکانات ختم ہوکر رہ جائیں گے۔یورپی یونین نے مطالبہ کیا کہ اسرائیل مقبوضہ علاقوں میں یہودی آبادکاری کے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور بستیوں کی تعمیرات کو فوراً بند کرے۔واضح رہے کہ اسرائیل نے مغربی کنارے کے مقبوضہ علاقوں میں حال ہی میں یہودی آبادکاری کے لیے ہزاروں نئے گھر تعمیر کرنے کا اعلان کر رکھا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

افغان پولیس کے تربیتی مرکز پر حملہ، پچاس سے زائد ہلاک

افغانستان کے جنوبی مشرقی صوبے پکتیا میں منگل کی صبح خودکش بمباروں اور مسلح جنگجوؤں کے پولیس کے ایک تربیتی مرکز پر حملے میں صوبائی پولیس کے سربراہ سمیت کم از کم ۵۲/افراد ہلاک اور ۲۰۰/سے زائد زخمی ہو گئے ہیں، مرنے والوں میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں۔ پکتیا پولیس کے سربراہ توریالی عبدیانی بھی اس حملے میں مارے گئے ہیں۔وزارت داخلہ نے ایک بیان میں بتایا کہ مرکزی شہر گردیز میں اس تربیتی مرکز کے قریب پہلے ایک خودکش بمبار نے بارودی مواد سے بھری گاڑی میں دھماکا کیا۔جس کے بعد اسلحہ سے لیس متعدد حملہ آوروں نے مرکز پر حملہ کردیا۔(وائس آف امریکہ)

کیوبک میں سرکاری خدمات کے لیے نقاب پہننے پر پابندی

کینیڈا کے صوبے کیوبک میں سرکاری ملازمت کرنے والی یا سرکاری مراعات حاصل کرنے والی خواتین کے نقاب پہننے پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔کیوبک کے قانون ساز ادارے نے مسلمان خواتین کے حوالے سے متنازعہ بل منظور کیا ہے، جس کے تحت برقع یا چہرہ ڈھانپنے والی کوئی بھی خاتون سرکاری ڈیوٹی کے دوران یا سرکاری اداروں سے رجوع کے دوران فائدہ حاصل کرنے سے محروم رہیں گی۔۲۰۱۴ء سے برسرِ اقتدار صوبائی جماعت لبرلز نے یہ قانون ۲۰۱۴ء میں تجویز کیا تھا جس پر رائے شماری کی گئی اور اسمبلی میں یہ قانون ۵۱ کے مقابلے میں ۶۶ ووٹوں سے منظور ہوگیا۔اس قانون کے تحت بیوروکریٹس، پولیس اہلکاروں، اساتذہ، بس ڈرائیوروں، عوامی اسپتالوں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں اور نرسیں، سب کو اب کام کے دوران اپنا چہرہ چھپانے کی اجازت نہیں ہوگی جب کہ اس قانون کی ایک اور شق کے تحت عوامی مراعات حاصل کرنے والے ڈے کیئر سینٹر اب مذہبی تعلیمات نہیں دے سکتے۔متنازعہ قانون کی منظوری کے بعد باپردہ مسلمان خواتین کے لیے کینیڈا میں حکومتی سروسز کا حصول مشکل ہوگیا ہے اور اس پابندی سے سب سے زیادہ وہ مسلمان خواتین متاثر ہوں گی جو پبلک ٹرانسپورٹ، پیشہ وارانہ امور اور دوران تعلیم پردہ کرتی ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

صومالیہ: ٹرک بم دھماکے میں ۲۴۰/افراد ہلاک

صومالیہ کے دارالحکومت موغادیشو میں طاقتور ٹرک بم دھماکے میں ۲۴۰/افراد کے ہلاک جب کہ ۳۰۰ سے زائد لوگوں کے زخمی ہونے کے بعد ملک میں تین دن کا قومی سوگ منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔حکام اور عینی شاہدین کے مطابق دھماکہ ہفتہ کے دن شہر کے ایک مصروف علاقے میں ہوا۔صومالیہ کے صدر محمد عبداللہ فرماجو نے قومی سوگ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس دوران قومی پرچم سرنگوں رہے گا۔انھوں نے عوام سے دہشت گردی کے خلاف متحدہ ہونے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "یہ وقت یکجہتی کا ہے اور مل کر دعا کرنے کا ہے۔دہشت کبھی نہیں جیتے گی۔تاہم ابھی تک کسی تنظیم نے اس حملہ کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔(وائس آف امریکہ)

ترکی آٹھ ترقی پذیر اسلامک ممالک کی تنظیم (D-8) کا سربراہ

ترکی نے آٹھ ترقی پذیر اسلامی ممالک کی تنظیم ڈی ایٹ (D-8) کی سربراہی سنبھال لی ہے۔اس تنظیم کے قیام کی بیسویں سالگرہ کے موقع پر استنبول میں ہونے والے سربراہی اجلاس میں رکن ممالک کے رہنما شریک ہیں۔ڈی ایٹ (D-8) تنظیم میں ترکی، ایران، مصر، انڈونیشیا، ملائیشیا، پاکستان اور بنگلہ دیش شامل ہیں، جمعہ ۲۰/اکتوبر کو ہونے والے اجلاس میں ترک صدر رجب طیب ایردوان نے پاکستانی وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی سے تنظیم کی صدارت سنبھالی۔ پاکستان دو ہزار بارہ سے ڈی-ایٹ (D-8) ممالک کی سربراہی کر رہا تھا۔ڈی-ایٹ (D-8) کی بنیاد ترکی کے سابق وزیر اعظم نجم الدین اربکان کی کوششوں سے ۱۹۹۷ء میں رکھی گئی تھی۔اس تنظیم کا مقصد ترقی پذیر اسلامی ممالک کے درمیان زراعت، صنعت، تجارت، مواصلات اور سیاحت کے علاوہ دیگر شعبوں میں قریبی تعاون کے ذریعے ان ممالک کی مجموعی معیشت میں بہتری لانا تھا۔ ان ممالک میں سے ترکی اور انڈونیشیا کا شمار دنیا کی بیس بڑی معیشتوں میں ہوتا ہے۔

بزنس، روزگار و کیریئر

امارت شرعیہ محمود ایجوکیشنل سنٹر کے سلسلہ میں اہم نشست

میٹنگ میں کئی اہم امور پر غور و خوض

رانچی کے ہند پیڑھی میں امارت شرعیہ کی زیر نگرانی ایک تعلیمی ادارہ کا قیام امارت محمود ایجوکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے نام سے ہو رہا ہے، اس کے لیے چار منزلہ پختہ عمارت کی تعمیر کا کام بہت تیزی سے چل رہا ہے، چاروں منزلوں کے چھت کی ڈھلائی ہوچکی ہے، ان شاءاللہ جلد ہی عمارت مکمل ہوکر تعلیمی و تدریسی مقاصد کے لیے تیار ہوجائے گی۔ حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہ کی ہدایت پر جلد ہی وہاں تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کا باقاعدہ آغاز ہوگا۔اس سلسلہ میں آج دفتر امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی صدارت میں شہر کے عمائدین، دانشوران و علماء کرام کی ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی، جہاں مذکورہ عمارت میں تعلیم و تدریس کا آغاز کرنے کے سلسلہ میں کئی اہم امور پر تبادلۂ خیال ہوا اور کئی اہم آراء سامنے آئیں۔اس میٹنگ میں شرکت کرنے والوں میں مولانا صدیق احمد مظاہری، مولانا سعود عالم قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ جمشید پور، مولانا محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ دھنباد، مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ رانچی، جناب تنویر عالم صاحب، جناب ممتاز صاحب ایڈووکیٹ، جناب ماسٹر شاہد صاحب، جناب ڈاکٹر سید اقبال صاحب، مولانا حبیب اللہ ندوی صاحب، سید ارمان الحق، مولانا رضوان قاسمی، جناب شمیم احمد، مفتی سلمان قاسمی، مولانا ضیاء الہدیٰ اصلاحی، مولانا عزیر احمد قاسمی، حافظ شمیم صاحب، جناب مولانا منظور عالم صاحب، جناب الحاج شکیل صاحب کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

اس عمارت میں کون سا کورس چلایا جائے، اس کے لیے مختلف رائیں سامنے آئیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) بنیادی دینی تعلیم کا ادارہ قائم کیا جائے (۲) ووکیشنل ٹریننگ سنٹر قائم کیا جائے (۳) ایسا کوچنگ سنٹر قائم کیا جائے جہاں پر ہونہار طلبہ کو مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کرائی جائے (۴) کونسلنگ سنٹر قائم کیا جائے اور انٹرو میٹرک کر چکے طلبہ کو آئندہ تعلیمی سفر کو جاری رکھنے اور اعلیٰ تعلیم کے لیے میدان منتخب کرنے کے سلسلہ میں مناسب راہنمائی فراہم کرائی جائے۔ناظم صاحب نے تمام شرکاء کی آراء کو سن کر فرمایا کہ اس سلسلہ میں بہت سی مفید رائیں سامنے آئی ہیں، جن کو حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کیا جائیگا اور حضرت والا کی ہدایت پر کام کا آغاز جلد ہی کیا جائے گا۔ناظم امارت شرعیہ کے ہمراہ مولانا محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ دھنباد، مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ رانچی، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور حافظ شمیم صاحب پر مشتمل وفد نے دار القضاء چترپور کا بھی دورہ کیا اور وہاں تعلیمی مقصد سے تعمیر شدہ عمارت میں جلد ہی کوئی تعلیمی یا تربیتی نظام شروع کرنے کے امکانات پر غور کیا، نیز اس سلسلہ میں مقامی حضرات سے گفت و شنید بھی کی، ناظم امارت شرعیہ نے ان دونوں مقامات پر جلد ہی تعلیمی، تدریسی و تربیتی سرگرمیوں کے آغاز کی یقین دہانی کرائی۔

ناظم امارت شرعیہ نے لیا پسکا نگری میں واقع امارت شرعیہ پبلک اسکول کا جائزہ

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہ نے امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے سی بی ایس طرز کے معیاری اسکولوں کے قیام کا فیصلہ کیا ہے، جس کی عملی شکل ان شاءاللہ اس تعلیمی سال سے رانچی کے پسکا نگری میں اور گریڈیہہ میں امارت پبلک اسکول کی صورت میں سامنے آئے گی، اس منصوبہ پر عمل درآمد کے لیے زور و شور سے کام چل رہا ہے اور تعلیمی سیشن 2018-19 سے باضابطہ تعلیم کا آغاز ہونے جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں آج ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں علماء کرام کا ایک وفد پسکا نگری، ضلع رانچی میں واقع امارت پبلک اسکول کے تعمیری کاموں کا جائزہ لینے پہونچا، اس وفد میں قاضی شریعت رانچی جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی، قاضی شریعت جمشید پور جناب مولانا سعود عالم قاسمی، قاضی شریعت دھنباد مولانا محمد شاہد قاسمی موجود تھے، تعمیری کاموں کے انچارج جناب مولنا حفظ الرحمٰن قاسمی نے وفد کو تمام طرح کی سرگرمیوں اور اب تک ہوئی پیش رفت سے واقف کرایا۔انہوں نے بتایا کہ اسکول کی تین منزلہ عمارت بن کر کافی پہلے ہی تیار ہوچکی ہے، اب اس میں ڈیکوریشن اور فنشنگ کا کام چل رہا ہے، جو کہ آخری مرحلہ میں ہے، جلد ہی یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا اور تعلیم کا باضابطہ آغاز اس سیشن سے ان شاءاللہ ہو جائے گا۔اس موقع پر ناظم امارت شرعیہ نے وہاں کے منتظمین کو کچھ ہدایتیں دیں اور ان سے کہا کہ آپ جلد از جلد عملی طور پر اس عمارت میں تعلیم کا آغاز کر دیں خواہ چند بچوں کو ابتدائی دینی تعلیم دینے کا ہی کام کیوں نہ ہو، کیوں کہ جو خیر کا کام عملی طور پر شروع ہو جاتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتے ہیں اور اس کو اپنے خاص کرم سے پروان چڑھاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ دینی تعلیم تو ایسی چیز ہے کہ جس جگہ پر ہوگی اللہ تعالیٰ وہاں پر خیر اور برکت ضرور نازل کریں گے۔ناظم امارت شرعیہ نے اس موقع پر اپنی جانب سے چند کتابیں عطیہ کر کے رحمانی لائبریری کے نام سے باقاعدہ اسکول کی لائبریری کا افتتاح فرمادیا، اور منتظمین کو ہدایت دی کہ جلد از جلد یہاں پر اسکول کی باضابطہ لائبریری کے لیے فرنیچر اور کتابوں کا نظم کریں۔

ناظم صاحب نے اسکول کے نصاب اور طریقہ تعلیم سے متعلق فرمایا کہ امارت شرعیہ کا ارادہ ایسے معیاری اسکول کے قیام کا ہے جہاں تمام رائج سبجیکٹ کی تدریس ماہر اساتذہ کے ذریعہ کرائی جائے اور کوالٹی ایجوکیشن فراہم کیا جائے ساتھ ہی اسکول میں اسلامی ماحول بھی فراہم کیا جائے، جس سے بچوں کے اخلاق اور اقدار کی صحیح تربیت ہوسکے۔

ناظم صاحب اور وفد کے ارکان نے اسکول کے جلد از جلد کامیابی کے ساتھ شروع ہونے اور اس کی ترقی کے لیے اللہ کی توفیق اور نصرت کی دعا بھی کی۔

طب وصحت

کیلے کے فوائد

کیلے کا شمار لذیذ ترین پھلوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں شاید آم کے بعد سب سے لذیذ، قوت بخش اور زیادہ کھایا جانے والا پھل یہی ہے۔ یہ ایک خوش ذائقہ، خوشبودار، صحت بخش اور شوق سے کھایا جانے والا پھل ہے۔ کہتے ہیں کہ کیلا قدیم ترین پھل ہے جو زمانہ قبل از مسیح سے زیرِ استعمال ہے۔ سکندرِ اعظم نے اسے دریائے سندھ کی وادی میں کاشت ہوتے دیکھا تھا، مگر اب یہ کئی ملکوں کے میدانی علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اب اندرونِ سندھ اس کی وسیع پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔ کیلے کو عربی زبان میں موز، بنگالی میں کلہ، سندھی میں کیلو، انگریزی میں Banana کہتے ہیں۔ اطبا کی رائے کے مطابق کیلا گرمی سردی کے موسم میں معتدل اور دوسرے درجے میں تر ہے۔ بعض کے نزدیک گرم تر ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اس کی کئی اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔ کیلے کی ہر قسم کا اپنا الگ ذائقہ، حلاوت، غذائی خصوصیت اور قوت بخش معیار ہوتا ہے۔ ان میں سے چند مشہور اقسام کے نام حسبِ ذیل ہیں: انو پان، سہلٹ، ڈھاکا جنگلی، مال ٹھوک، سون کیلا، بیجا، کوکنی، رائے کیلا، رام کیلا، چینیہ، ہگیرا، نہنگا، چھپا، صغری، بھینسا، بمبئی کیلا، ہری چھال کا کیلا اور چتی دار کیلا وغیرہ۔ سائنسی تجزیے کے مطابق آدھا کلو کیلے میں 450 حرارے ہوتے ہیں۔ کیلے میں ٹھوس غذا زیادہ اور پانی کم ہوتا ہے۔ صحت بخش شکر کی کثرت اسے زود ہضم بنا دیتی ہے۔ جو لوگ تھکان محسوس کریں، ان کے لیے کیلا بہت مفید چیز ہے۔ کیلا آیوڈین کی کمی دور کرتا ہے۔ اس لیے آیوڈین کی کمی سے لاحق ہونے والی تمام امراض میں بھی یہ مفید ہے۔ پکے کیلے میں نشاستہ زیادہ ہوتا ہے، اس میں فروٹ شوگر بھی خاصی ہوتی ہے۔ کیلے میں غذائی اجزاء 80 فیصد ہوتے ہیں۔ اس میں تقریباً 4/3 حصے پانی، 5/1 حصہ شکر اور باقی نشاستہ، حل پذیر ریشہ، معدنیات اور حیاتین ہوتے ہیں۔ نشاستہ زیادہ ہونے کی وجہ سے کیلا کھانے سے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں گوشت بنانے والا جز نائٹروجن زیادہ ہوتا ہے۔ کیلے میں کیلشیئم) چونا (، میگنیشیم، فاسفورس، گندھک، لوہا اور تانبا ملتا ہے۔ اسٹرابری کے بعد سب سے زیادہ فولاد اسی میں ہوتا ہے۔ کیلے میں پروٹین اور چربی بہت کم مقدار میں پائی جاتی ہے۔ حیاتین) وٹامن (کے لحاظ سے کیلا مفید ترین پھلوں میں شامل ہے۔ اس میں وٹامن اے، وٹامن بی، اور وٹامن سی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وٹامن ڈی، وٹامن ای بھی پائے جاتے ہیں۔ وٹامن سی کی وجہ سے کیلا مسوڑھوں کے لیے مفید ہے۔ اس میں نشاستہ وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، اسی لیے بچوں کے لیے بہت مفید ہے۔

خشکی دور کرنے کے لیے کیلے کا سفوف دودھ میں ملا کر بچوں کو دیا جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ایک ماہرِ غذائیات کے مطابق جن بچوں پر اس خوراک کا تجربہ کیا گیا، وہ چھ (6) ماہ کے اندر ہی اپنے قد وقامت اور جسمانی لحاظ سے دوسرے بچوں سے بڑھ گئے۔ ان کے دانت سفید، چمک دار اور مضبوط ہوگئے۔ اسکول جانے والے جو بچے کمزور تھے، انہیں روزانہ دو گلاس دودھ اور دو کیلے دینے سے بہت فائدہ ہوا۔ جن بچوں سے ماں کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو، اگر انھیں ایک عدد پکے ہوئے کیلے کا نصف گودا ضرورت کے مطابق دودھ میں ملا کر استعمال کرایا جائے تو بچہ دوسری غذاؤں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ یہ بچے کی پرورش کے لیے کافی ہے۔ بچوں کو دست آنے کی شکایت میں کیلے کا استعمال مفید ہے۔ پیچش اور دستوں کے مریضوں کو کیلے کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔ بطور دوا کیلے کے پھل، جڑ، پتے وغیرہ تمام حصے استعمال کیے جاتے ہیں۔ کیلا خشک کھانسی اور گلے کی خشکی دور کرتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی کسی بھی مقام سے خون آنے کو روکتا ہے۔ کیلا فشارِ خون کے مریضوں کے لیے بھی بے حد مفید ہے کیونکہ اس میں نمک نہیں ہوتا اور پوٹاشیئم زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ کیلا دل کو فرحت دیتا اور خون کی کمی دور کرتا ہے۔ مسلسل کھانے سے کیلا بدن موٹا کرتا ہے۔ کمزوری میں کیلا کھانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ جلے ہوئے مقام پر اس کا لیپ لگانا جلن، سوزش اور درد دور کرتا ہے۔ چھلکے کے اندر کے گودے کے لیپ سے زخم اور پھوڑے پھنسیاں ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ سانپ کے کاٹے کا علاج اگر کسی کو سانپ کاٹ لے تو اسے کیلے کے تنے کا تازہ رس نکال کر فوراً پلا دیا جائے۔ دو پیالے رس پلانے سے مار گزیدہ اچھا ہو جاتا ہے۔ نکسیر اور پیشاپ کی تکلیف کیلے کے تنے کا رس ناک میں چڑھانے سے نکسیر کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔ کیلے کے تنے کا پانی نصف پیالی پینے سے پیشاب کی جلن اور سوزش رفع ہو جاتی ہے۔ آشوبِ چشم گرمی کے آشوبِ چشم کے لیے کیلے کے پتے آنکھ پر باندھنے سے تکلیف رفع ہوتی ہے۔ یرقان دور کرنے کا نسخہ ایک کیلے کی پھلی چھیل کر اس کے گودے پر بجھا ہوا پان میں کھانے والا چونا لگا دیں اور چھلکا اسی طرح لگایئے جیسا کہ چھیلنے سے پہلے تھا۔ اسے ساری رات اوس (شبنم) میں لٹکا دیں، صبح نہار منہ چھلکا دور کر کے کیلا چونے سمیت کھالیں۔ یہ عمل تین روز کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ کیلا کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنا چاہیے۔ اگر کیلے کھانے کے بعد دودھ پی لیا جائے تو جسمانی نشو ونما میں بہت مدد ملتی ہے۔ کیلے کا شمار لذیذ ترین پھلوں میں ہوتا ہے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ

ملک سے نفرت مٹایئے محبت بڑھایئے: انیس الرحمٰن قاسمی

دار القضاء امارت شرعیہ جمشید پور کے اصلاح معاشرہ کانفرنس میں علماء کرام کا خطاب

مورخہ ۱۸/ اکتوبر ع ۲۰۱۷ء روز بدھ کو دار القضاء امارت شرعیہ آزاد نگر روڈ نمبر۔ 01، جمشید پور میں ناظم امارت شرعیہ بہار واڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کی صدارت میں اصلاح معاشرہ، طریقہ کار اور ذمہ داریاں کے عنوان پر علماء کرام، ائمہ مساجد اور دانشوران کا ایک اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں اصلاح معاشرہ اور سماج میں پھیلی ہوئی خرابیوں کے تعلق سے مختلف عنوانات پر علماء کرام نے خطاب کیا۔ اس اجلاس میں صدر جلسہ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنی صدارتی تقریر میں اصلاح معاشرہ کے طریقہ کار پر تفصیلی روشنی دالتے ہوئے کہا کہ اصلاح کے کام کو مضبوطی سے کرنا ہوگا، ہمیں اپنے موجودہ طریقہ کار کو بدلنا ہوگا، ہم سمجھتے ہیں کہ جلسوں میں تقریر کر دینے یا جمعہ میں مسجدوں میں اصلاح معاشرہ کے عنوان پر خطاب کر دینے سے ہی اصلاح معاشرہ کی ہماری ذمہ داری ادا ہوگئی، حالانکہ ایسا نہیں ہے، ہم اس طرح سے اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، ہمیں اصلاح معاشرہ کے لیے اور سماج میں پھیلی ہوئی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے وہی تدبیر اپنانی ہوگی، جو تدبیر اور طریقہ کار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا تھا اور وہ طریقہ کار ہے، عملی طور پر سماج سے برائی کو دور کرنا، صرف تقریر پر اکتفانہ کرتے ہوئے عملی محنت کرنی ہوگی۔ ناظم امارت شرعیہ نے گھریلو زندگی میں آپس کے جھگڑوں کے بڑھنے پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ گھریلو جھگڑوں کے بڑھنے کا سبب یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف نہیں کرتے ہیں، ہمیں ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرنے کی عادت ڈالنی ہوگی۔ انہوں نے سماج میں بڑھتے ہوئے نفرت کے ماحول پر بھی تشویش ظاہر کی، ان کا کہنا تھا کہ سماج میں نفرت کے بڑھنے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، نفرت کا سب سے پہلا نقصان خود نفرت کرنے والوں کو ہوتا ہے، اور آج اس کے نتیجے میں سماج کے اندر قتل اور خودکشی کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، اس لیے نفرت کو ختم کر کے محبت کو عام کیجئے، سماج کو اخلاقی، تعلیمی، معاشی اور صنعتی طور پر ترقی یافتہ بنانے کی محنت کیجیے، یہ اصل مسائل ہیں سماج کے ان پر توجہ دی جائے، طاغوتی قوتیں مذہبی اور طبقاتی کشمکش میں سماج کو ڈال کر بنیادی مسائل سے توجہ ہٹانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اس لیے ان کے دھوکے میں نہ آئیں اور سماج میں اچھے اقدار کو عام کرنے کی محنت کریں اسی میں سماج کی بھلائی ہے۔

جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ رانچی نے معاشرہ میں طلاق کے سلسلہ میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو تفصیل سے بیان کیا اور طلاق کا شرعی طریقہ کار سامعین کے سامنے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ سے ہٹ کر معاشرہ میں طلاق کا جو طریقہ کار رائج ہوگیا ہے، اسی کی وجہ سے سارے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، اور اسی کی وجہ سے یہ مسئلہ کورٹ تک پہونچا، جس میں کورٹ نے ایسا فیصلہ کر دیا ہے، جو کہ شریعت اسلامی کے خلاف ہے، اس لیے شرعی مسائل میں علماء کرام سے رجوع کرنا چاہئے اور شریعت کی روشنی میں اپنے مسائل حل کرانے چاہئیں۔ انہوں نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے آئے ہوئے ہدایت نامہ کو بھی پڑھ کر سنایا اور بورڈ کی جانب سے پیش کردہ قرارداد کو پڑھا۔ بعد میں تمام شرکاء سے اس قرارداد پر دستخط بھی کرایا گیا۔ بورڈ کی جانب سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے ’’ہم مسلمان خواتین و مرد شریعت اسلامی پر یقین رکھتے ہیں اور طلاق شریعت اسلامی کا حصہ ہے، جس پر پابندی ہماری حق تلفی ہے، اس لیے مسلم پرسنل لا پر عمل کی جو آزادی ہمیں حاصل ہے، اسے برقرار رکھا جائے، سپریم کورٹ یا پارلیامنٹ کے ذریعہ اس میں تبدیلی کو ہم غلط سمجھتے ہیں۔‘‘

مولانا محمد سعود عالم قاسمی قاضی شریعت دار القضاء جمشید پور نے اس اجلاس کی نظامت کے فرائض انجام دیے، انہوں نے اس اجلاس میں تمام عنوانات کی مختصر وضاحت کی اور اس سلسلہ میں سماج میں بیداری لانے کے لیے علماء کرام کو متوجہ کیا۔ مفتی محمد زاہد حسین قاسمی بڑبل اڑیسہ نے عدل وانصاف کے موضوع پر خطاب کیا اور سماج میں پھیلی ہوئی بے انصافیوں کو ختم کرنے کی آواز اٹھائی، جناب مولانا شاہد حسین قاسمی نے وراثت کے موضوع پر خطاب کیا اور لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی طرف توجہ دلائی، جناب مولانا مفتی نشاط احمد صاحب نے پردہ کی شرعی حیثیت پر خطاب کیا اور بے پردگی کے نقصانات واضح کیے۔ مفتی صغیر احمد صاحب نے جھوٹ، غیبت، اور بہتان کی قباحت کے عنوان پر تقریر کی اور لوگوں کو جھوٹ سے بچنے اور اپنے گھر والوں کو بچانے کی ترغیب دی۔ مولانا اختر امام عادل صاحب نے پڑوسیوں کے حقوق پر خطاب کیا اور ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے زندگی گذارنے کی تلقین کی۔ مولانا اکبر غنی صاحب نے اتحاد واتفاق کے عنوان پر تقریر کی اور کہا کہ مسلک و مذہب سے اوپر اٹھ کر کلمہ اور انسانیت کی بنیاد پر متحد ہو کر رہیں۔ مفتی امیر الحسن نے سود کی حرمت پر خطاب کیا اور سود کی برائی اور اس سے پھیلنے والی خرابیوں کو تفصیل سے بیان کیا۔ مفتی زین العابدین نے تعلیم کی اہمیت کے عنوان پر خطاب فرمایا اور کہا کہ جس طرح سے دین کا علم حاصل کرنا مردوں کے لیے ضروری ہے، اسی طرح عورتوں پر بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس لیے اپنے گھر کی عورتوں کو دین کا ضروری علم ضرور دیں تا کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے واقف ہوسکیں، ڈاکٹر قمر الزماں نے مسلم دوشیزاؤں کی بے راہ روی کا تذکرہ کیا اور اس کے حل کے لیے سماج کے لوگوں کو آگے آنے کی دعوت دی۔ اس اجلاس میں شراب کی حرمت، دختر کشی، تجارت کی شرعی حیثیت، اسراف اور فضول خرچی، نکاح کا شرعی طریقہ، جہیز کی برائی، لوگوں کو تکلیف دینے کی مذمت، وغیرہ عنوانات پر بھی علماء کرام کا خطاب ہوا۔ اس اجلاس میں جھارکھنڈ، کے علاوہ پڑوسی ریاست اڈیشہ و بنگال کے علماء، خطباء، ائمہ کرام اور دانشوران، سماجی کارکنان اور سرکاری اہل کاروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل تجاویز بھی پاس ہوئیں۔

ا۔ اہل ایمان کے لیے سب سے بڑا سرمایہ دین وایمان ہے، اس سرمایہ کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے، اسی طرح اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ زندگی کے ہر حصہ میں وہ شریعت کے احکام وقوانین کو دل وجان سے عزیز رکھیں اور اس پر عمل کا مزاج بنائیں۔ بہت سارے حالات ومعاملات اور مسائل اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ مسلمان قوانین شریعت کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اور احکام شریعت کو چھوڑ کر خواہشات پر عمل کرتے ہیں، لہٰذا آج کا اجلاس اپیل کرتا ہے کہ وہ احکام شریعت پر عمل کریں اور غیر شرعی کاموں اور باتوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

۲۔ خدانخواستہ اگر معاشرہ میں تنازع پیدا ہو جائے، خصوصاً ازدواجی اور عائلی مسائل میں اختلاف کی صورت میں تو دار القضاء کے ذریعہ معاملہ حل کرایا جائے، اس سلسلہ میں آج کا اجلاس ائمہ کرام سے اور علماء سے اپیل کرتا ہے کہ عوام میں اس تعلق سے بیداری لائیں۔

ہفتہ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

موجودہ حالات میں ہندوستانی مسلمان کیا کریں؟؟

فیروز احمد ندوی

ہندوستان کے موجودہ حالات مسلمانوں کے لئے پریشان کن بنتے جارہے ہیں اور دن بہ دن اس میں اضافہ ہونے کے امکانات بڑھتے ہی جارہے ہیں، یہ خدشہ ملک کے کونے کونے میں مزید بڑھ رہا ہے۔ جس کی زندہ جاوید مثال معصوم و بے گناہ پونے کے آئی ٹی پروفیشنل 28 سالہ محسن صادق شیخ کی لاٹھی اور ڈنڈوں سے پیٹ پیٹ کر قتل کرنا ہے جس کو محض ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہندو راشٹر سینا کے غنڈوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہیں ایک موقر روزنامہ کی خبر کے مطابق مظفرنگر کے شاملی سے بڑھانہ آرہی بس میں ایک فیکٹری کے مینیجر کو نصف درجن غنڈوں نے محض مسلم سمجھ کر جم کر پیٹا اور لہولہان کردیا اور بس میں بیٹھے تمام مسافر تماشائی بن کر یہ غنڈہ گردی دیکھتے رہے، بعد میں جب خود متاثرہ شخص نے کہا کہ میں ہندو ہوں تو ان غنڈوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس سے قبل دارالعلوم دیوبند وقف کے طالبعلم کا گولی مار قتل کردینا اور ٹرینوں میں مسلمان سمجھ کر مار پیٹ کرنا بسا اوقات ٹرین سے پھینک دینا ان تمام واقعات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے شدید نفرت بھردی گئی ہے۔ یہ نفرت سیاسی لیڈران کی دین ہے جنہیں ووٹ کے لئے کچھ بھی کرنا ہوتا ہے چاہے ہندو مسلمان کے درمیان خلیج پیدا کرنا ہو یا ہندو نوجوانوں کے ذہن میں مسلمانوں کے خلاف زہر بھرنا ہو وہیں دوسری طرف جانب دار میڈیا کا بھی اہم کردار ہے جو مسلم نوجوانوں کی غیر قانونی دھڑ پکڑ کو اس ناحیہ سے پیش کرتا ہے کہ جیسے مسلم نوجوان ہی دہشت گرد ہیں، اور جہاں ہندو نوجوان پکڑے جاتے ہیں اس خبر کو یکسر دبا دیا جاتا ہے گویا وہ کچھ کرتے ہی نہیں ہیں۔

اس طرح کے ماحول اور حالات میں بعض ایسے واقعات بھی نظر آتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر مسلمان اپنا فرض منصبی ادا کرنا شروع کردے تو یہ غیر مسلموں کی نفرت و بغاوت کا تیور محبت و مودت میں بدل سکتا ہے، جیسے ایک خبر کے مطابق سابق مرکزی وزیر گوپی ناتھ منڈے کی آخری رسومات کے دوران بہت سے مسلم نوجوانوں نے لوگوں کے درمیان پانی اور ریفریشمنٹ انسانیت کے ناطے تقسیم کئے جو اپنے آپ میں ایک اسلامی اخلاق کا اعلی نمونہ ہے۔ اسی طرح ایک دیگر واقعہ میں مسلم نوجوان کو ایک بس کے کنڈکٹر نے ٹکٹ دینے کے ساتھ ایک روپیہ زیادہ دیا، جب وہ مسلم نوجوان بس سے اترنے کے بعد پیسہ دیکھتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ کنڈکٹر نے اسے ایک روپیہ زیادہ دیدیا ہے۔ اس کے اندر اسلامی احساس پیدا ہوتا ہے کہ ایک روپیہ واپس کردینا چاہئے وہ بس کے کنڈکٹر کو ایک روپیہ واپس کردیتا ہے۔ کنڈکٹر کہتا ہے کہ میں مسلمان ہونے جارہا تھا اور یہ ایک روپیہ زیادہ دیکر آپ کو آزما رہا تھا کہ دیکھیں کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں؟ اسلام کیسا ہوتا ہے؟ جو میں نے اسلام کے بارے میں سنا ہے کیا واقعی صحیح ہے یا بس سنی سنائی باتیں ہیں، اب میں سمجھ گیا کہ اسلام واقعتاً اچھا دین ہے۔ وہ مسلم نوجوان یہ سب دیکھ کر سوچنے لگتا ہے اگر میں آج ایک روپیہ رکھ لیتا اور اسے واپس نہیں کرتا تو اس کے دل میں اسلام اور مسلمان کے بارے میں نفرت پیدا ہوجاتی، اور وہ کبھی ایمان نہیں لاتا۔

یہ حالات تو اتنے زیادہ خطرناک نہیں ہوئے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھے کہ ہر طرف مشرک ہی مشرک کوئی اللہ وحدہ لاشریک کا نام لینے والا نہیں معمولی باتوں پر ایسے ایسے جھگڑے اور فساد، لوٹ مار کہ پشتوں اور خاندانوں تک یہ جھگڑے ہوا کرتے تھے، ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نور کی معمولی کرن بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ایسے حالات میں نبی صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا راستہ اپنایا؟ اور اس جھگڑے اور فساد، گھٹا ٹوپ تاریکی کو دور کرنے کے لئے کیا طریقہ اپنایا؟ وہ تمام واقعات اور نمونے ایک مومن کے لئے مشعل راہ ہیں جسے اپنا کر آج کے حالات کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے، اور وہ اسوہ و نمونہ غیر مسلموں کے درمیان پیش کرکے اس کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے محبت پیدا کی جاسکتی ہے۔

کہنے والے کہیں گے کہ ہم تو صحابہ کی طرح نہیں ہیں پھر کس طرح ان حالات کا مقابلہ کریں؟؟ لیکن ایک مومن کو صحیح معنی میں مومن بننا پڑیگا تب جاکر حالات بدلیں گے اللہ تعالی کا یہی فرمان ہے (تم ہی سربلند رہوگے اگر تم حقیقی معنوں میں مومن بن کر زندگی گزارو)۔ مثبت اور تعمیری سوچ و فکر کو اپنانا ہوگا عقل و فہم سے صحیح فیصلہ لینا ہوگا ایسا نہ ہو کہ کسی کے معمولی اکساوے میں آکر یا جوش میں ہوش کھوکر ایسا قدم اٹھائیں جس سے معمولی نقصان پہونچائیں اور اس کے بدلے میں ہم اپنے قوم و ملت کو بھیانک نقصان میں ڈال دیں، جس طرح ایک علاقے میں مسلم آبادی زیادہ ہیں تو وہاں ہم غلبہ حاصل کرلیں لیکن جہاں مسلم آبادی کم ہے وہاں کے مسلمانوں کا کیا حشر کریں گے یہ سوچ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں آسام اور مظفرنگر میں کیا ہوا کہ پورا مسلم محلّہ اپنے گھر بار چھوڑ کر ریفیوجی کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے ہیں، اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اگر مسلمان معمولی احتجاج یا بعض نوجوان جوش میں پتھر بازی کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں پولیس گولی باری کرتی ہے جس کے نتیجہ میں کئی بے گناہ نوجوان شہید ہوجاتے ہیں، وہیں دوسری طرف اگر غیر مسلم احتجاج بلکہ توڑ پھوڑ اور غنڈہ گردی بھی کرتا ہے تو پولس صرف تماشائی بنی رہتی ہے اور میڈیا بھی اس طرح کی خبروں سے کنارہ کشی کرتا ہے اس کی مثال بھیونڈی اور کئی جگہیں جہاں مسلم نوجوانوں نے پتھر بازی کی اس کے بدلے میں پولیس کی گولی باری ہوئی اور میڈیا کا رویہ بھی ہمیشہ جانب دارانہ رہا ہے ابھی حال میں پونے کے واقعہ میں خود میڈیا نے اعتراف کیا کہ جب پونے میں شرپسندوں نے کئی دنوں تک توڑ پھوڑ، آگ زنی، لوٹ مار کا ننگا ناچ کھیلا تو میڈیا نے کوئی توجہ نہیں دی جب ایک بے قصور مسلم نوجوان کی موت واقع ہوئی تو میڈیا نے اس جانب توجہ کی۔

اس سے بات سمجھ میں آتی ہے کہ حالات کے سدھارنے اور بگارنے میں میڈیا کا بہت بڑا رول ہوتا ہے، ہندوستان کا میڈیا خواہ وہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا کس کے ہاتھ میں ہے؟ ہمیں خوب علم ہے، اس لئے اس جانب شدت سے ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ مسلمان اپنا اثر و رسوخ والا میڈیا ہاؤس قائم کریں اور مسلم نوجوان اس میدان میں سامنے آئیں۔ جو صاحب ثروت ہیں اس جانب قدم اٹھائیں اور قوم و ملت کی بھلائی کے لئے غیر جانب دار ہوکر کام کریں، مسلمانوں کی شبیہ بگاڑ دی گئی ہے اس کی صحیح تصویر پیش کریں اور قوم و ملت کے ساتھ ہم وطنوں کو یہ پیغام دیں کہ اسلام کا مطلب ہی سلامتی ہے اور اس کے ماننے والے سلامتی پسند ہیں جو اپنے ملک میں امن و آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں دوسروں کے لئے بھی امن و سلامتی کا پیغامبر ہے۔

میڈیا میں صرف اردو میڈیا تک محدود نہ رہیں کیونکہ اردو میڈیا صرف مسلمانوں تک محدود ہے اس سے آگے بڑھنا ہوگا۔ ہندی اور انگلش اور علاقائی زبانوں تک رسائی کرنی ہوگی بلکہ پرنٹ میڈیا سے آگے الیکٹرانک میڈیا میں قدم جمانا ہوگا، اس کیلئے ذی فہم لوگ اور مسلمانوں میں سے مالداروں کو اس جانب قدم آگے بڑھانا ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کمی ہے یا صحیح ادراک رکھنے والے نہیں ہیں بس عزم مصمم اور عمل پیہم کی ضرورت ہے۔

ایک بات اور یہ کہ ادھر کئی سالوں سے یہ دیکھنے میں آیا ہے غیر مسلم نوجوان مسلمانوں کا حلیہ بنا کر مسلمانوں کا نقصان کرتے ہیں مالیگاؤں بم دھماکے کے بعد اخباروں کی خبروں کے مطابق کئی نقلی داڑھی اور ٹوپی ملے تھے۔ اس سے بڑھ کر حیران کن بات یہ کہ ایک اور نیوز کے مطابق ہریانہ کے میوات کے علاقے میں اکثریتی فرقہ کے ٦ لڑکے ایسے پکڑے گئے جو کسی مدرسے کا چندہ وصول کررہے تھے اور شکل و صورت میں بالکل مدرسوں کے طالب علم کی طرح تھے اور مسلم نام ظاہر کرتے تھے حالانکہ سب کے سب ہندو لڑکے تھے، پولیس کو خبر دی گئی تو پولس بھی کچھ نہیں کرسکی، اور بعض ہندو نوجوان گائے کو جنگل میں ذبح کرکے شہر میں مسلم نام سے بیچا کرتے تھے، بمبئی کے آزاد میدان میں ایک مسلمانوں کے احتجاجی جلوس کے درمیان اچانک میڈیا پر حملہ کرنا اور افراتفری مچانا یہ سب ہندو نوجوانوں کا ہونا جو مسلم نوجوانوں کے شکل میں رہے ہوں گے سمجھ میں آتا ہے۔

ان تمام واقعات و حادثات سے یہ سبق ملتا ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ حالات میں بالکل ہوشیار رہنا ہوگا اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کہیں ہماری صفوں میں، ہمارے احتجاج اور دھرنوں میں، ہماری مسجدوں اور مدرسوں میں، ہمارے دینی مجلسوں اور پروگراموں میں، اور ہمارے وہ تمام کام جو اجتماعیت یا انفرادیت کے ساتھ ہوتے ہیں گہری نظر رکھنی ہوگی کہ کہیں کوئی نامانوس چہرہ تو نہیں ہے، کہیں کوئی مشکوک حرکت میں تو نہیں مبتلا ہے، اگر اس طرح کا کوئی شخص نظر آجائے تو فوراً علاقے کے ذمہ داروں کے ساتھ پولس اسٹیشن میں خبر کردیں اگر پولس والے آنا کانی کریں تو اس سے اعلی ذمہ دار آفیسر تک لیجائیں۔ اللہ تعالی ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی حفاظت میں رکھے آمین۔

خدا دیکھ رہا ہے

خشیت الٰہی انسان کی زندگی کے رخ کو متعین کرتا ہے اور اس کے کردار و عمل میں نکھار پیدا کرتا ہے، خوف خداوندی سے دل کے گرد و غبار صاف ہوتے ہیں، ایمان و یقین میں پختگی آتی ہے اور فکر و عمل میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ انسان جو کچھ سوچتا ہے اس پر خدا کی عدالت میں جواب دہی کا یقین غالب رہتا ہے کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے رفتار و گفتار میں اعتدال و توازن قائم رہتا ہے، بولتا ہے تو ناپ تول کر، دیکھتا ہے تو سوچ سمجھ کر، سنتا ہے تو دل میں گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے، جب انسان تقویٰ کے اس معیار پر پہونچ جاتا ہے تو اس کو عبادت میں بھی روحانی لذت ملنے لگتی ہے پھر اس کا ایمان بھی حسین ہوجاتا ہے اور اسلام بھی، حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا گیا ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ عبادت کے وقت قلب پر یہ کیفیت طاری رہے کہ گویا کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں ورنہ یہ تصور تو غالب ہی رہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے ایسا انسان اپنی زندگی کو صحیح سمت میں منزل تک لے جانے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک صاحب نسبت بزرگ حضرت سہیل بن عبداللہ کو ان کے پیر طریقت نے تعلیم دی کہ تم ہمیشہ ان کلمات کا ورد کیا کرو، اللہ شاہدی کے اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ ناظری، میں اللہ کی نظر میں ہوں، اللہ معی اللہ میرے ساتھ ہے۔ اگر یہ تصور کسی انسان کے دل میں پیوست ہوجائے تو پھر وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صدیق محترم حضرت ابوبکر صدیقؓ سے غار حرا میں فرمایا تھا کہ اے ابوبکر بالکل نہ گھبراؤ اللہ ہمارے ساتھ ہے لاتحزن ان اللہ معنا وہ ہمیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ وھو معکم این ما کنتم واللہ بما تعملون بصیر (الحدید) تم جہاں کہیں بھی رہو اور جس حال میں بھی رہو اللہ تمہارے ساتھ ہے دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں خدا تمہارے ساتھ نہ ہو۔

جو کرتا ہے کچھ چھپ کے اہل جہاں سے — کوئی دیکھتا ہے تجھے آسمان سے

آپ نے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کا وہ مشہور واقعہ سنا ہوگا کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ شب کے وقت ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ان کے کان میں ایک عجیب آواز پڑی ماں اپنی بیٹی سے دبی زبان میں کہہ رہی تھی کہ بیٹی اجالا ہونے سے پہلے دودھ میں پانی ملادو، بیٹی نے جواب دیا کہ آپ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کا فرمان نہیں سنا کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ اس وقت امیر المومنین آرام کررہے ہوں گے، وہ یہاں کہاں دیکھ رہے ہیں، بیٹی نے کہا کہ وہ تو نہیں دیکھ رہے ہیں لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے۔ یہ گفتگو سن کر حضرت عمرؓ بہت محظوظ ہوئے، لڑکی کی دیانت اور اس کی حق گوئی پر خوش ہوکر اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کردی۔

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۵۵/۱۵۶۵/۳۸ھ (متدائرہ دارالقضاء مشرقی چمپارن) عصمت خاتون بنت امراللہ عرف تھونی مقام شیخونہ ڈاکخانہ بگہا تھانہ گھوڑاصحن ضلع مشرقی چمپارن - مدعیہ - بنام - عتیق الرحمٰن بن عبدالحنان مقام پرسونی ڈاکخانہ پچپکی تھانہ بیرگنیاں ضلع سیتامڑھی - مدعا علیہ - اطلاع بنام مدعا علیہ - مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ نہ ادا کرنے کی بنا پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ پیشی ۵/ربیع الاول ۳۹ھ مطابق ۲۳/نومبر ۲۰۱۷ء روز جمعرات پر خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں - واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے اور کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے - فقط - قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۹/۴۶/۳۸ھ (متدائرہ دار القضاء ہزاری باغ) نسیمہ خاتون بنت معین الدین مقام رومی چوک، ڈاکخانہ پلاول ضلع ہزاری باغ - مدعیہ - بنام سمیع اللہ ولد شمس الدین اسلام نگر ڈاکخانہ چتر پور، ضلع رام گڑھ - مدعا علیہ - اطلاع بنام مدعا علیہ - مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف عرصہ چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ ہزاری باغ میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ پیشی ۷/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵/نومبر ۲۰۱۷ء روز سنیچر کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں - واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے - فقط - قاضی شریعت

●مقدمہ نمبر ۹۰/۱۶۶۹/۳۸ھ (متدائرہ دارالقضاء جمشید پور) سنجیدہ پروین بنت محمد حبیب اسلام نگر روڈ نمبر ۱۳، نزد الماری فیکٹری کپالی سرائے کیلا کھرساواں - مدعیہ - بنام - محمد عاشق ولد مجیب تاج نگر، کپالی ضلع سرائے کیلا کھرساواں - اطلاع بنام مدعا علیہ - مقدمہ ہذا میں آپ مدعا علیہ کو بذریعہ اخبار نقیب یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی زوجہ سنجیدہ پروین نے دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے کہ آپ نے کئی سالوں سے اسے چھوڑ رکھا ہے، نہ آپ نے نان ونفقہ دیا ہے اور نہ ہی خبر گیری کی ہے، اور نہ ہی آپ کا کوئی پتہ ہے - لہذا اس اخبار نقیب کے ذریعہ آپ کو آخری اطلاع دی جا رہی ہے کہ آپ مورخہ ۴/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۷ء روز بدھ ۹/ بجے دن کو دارالقضاء جمشید پور میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں - واضح رہے کہ عدم حاضری کی صورت میں مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا - فقط - قاضی شریعت -

● مقدمہ نمبر ۱۸۹/۱۷۶۸/۳۸ھ (متدائرہ دار القضاء جمشید پور) ریحانہ بانو بنت سخاوت حسین روڈ نمبر ۱۳/۱ اے، جواہر نگر مانگو، جمشید پور - مدعیہ - بنام کتاب الشیخ ولد عبدالقادر مرحوم روڈ ۱۳/۱ اے، جواہر نگر، مانگو، جمشید پور - مدعا علیہ - اطلاع بنام مدعا علیہ - مقدمہ ہذا میں آپ مدعا علیہ کو بذریعہ اخبار نقیب یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ آپ کی زوجہ ریحانہ بانو بنت سخاوت حسین نے دار القضاء امارت شرعیہ جمشید پور میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، کہ آپ نے کئی سالوں سے اسے چھوڑ رکھا ہے، نہ آپ نے نان ونفقہ دیا، نہ خبر گیری کی اور نہ ہی آپ کا کوئی پتہ ہے - لہذا اس اخبار نقیب کے ذریعہ آپ کو آخری اطلاع دی جا رہی ہے کہ آپ ۴/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۷ روز بدھ ۹/ بجے دن کو دارالقضاء جمشید پور میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ عدم حاضری کی صورت میں مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا - فقط - قاضی شریعت

دعاء مغفرت

☆ افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ الحاج مولانا ابو محمد صاحب مجہول ضلع سہرسہ گذشتہ دنوں ۸۰/سال کی عمر میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نے نوہٹہ ہائی اسکول مین ۴۵/سال تک درس وتدریس کی خدمت بحسن وخوبی انجام دیا اور اپنے پیچھے بہت سے شاگردوں کو چھوڑا، ان کا امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی مونگیر سے عقیدت مندانہ روابط تھے - مرحوم نے اپنے پیچھے ۴/صاحب زادے اور ۲/صاحب زادیاں چھوڑیں - آپ کی وفات پر نقیب کے معاون ایڈیٹر مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا محمد بدرابیس قاسمی، مولانا انظار عالم قاسمی، مولانا صابر حسین قاسمی وغیرہ نے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے لئے مغفرت وبلندی درجات کی دعا کی ہے قارئین سے بھی دعا مغفرت کی درخواست کی ہے -

☆ مدرسہ شاہی رزاقیہ جھلاشاہ پور ضلع سوپول کے سکریٹری جناب الحاج محمد نظام الدین صاحب مختصر علالت کے بعد رب کائنات سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون، حاجی صاحب مرحوم علاقہ کے ایک با اثر اور معزز شخصیات میں سے تھے، دینی اداروں اور تنظیموں اور علماء ومشائخ سے قلبی وروحانی تعلق رکھتے تھے، امارت شرعیہ کے دورہ وفد کے موقع پر متعدد بار اپنے مدرسہ میں اصلاح معاشرہ کے اجلاس منعقد کرائے، جس سے لوگوں میں دینی بیداری آئی - حاجی صاحب کے سانحہ ارتحال پر مدرسہ کے ایک بڑے مخلص مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نے دلی صدمے کا اظہار کیا اور کہا کہ مدرسہ ایک مخلص ایمان دار، دیانت دار اور امانت دار انسان سے محروم ہو گیا، اللہ ان پر رحمت کی بارش برسائے اور مدرسہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے - قارئین نقیب سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے -

ایڈیٹر کے نام

مکرمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج شریف بخیر ہو - قارئین نقیب کو اظہار رائے کے لئے اپنے ہفتہ وار میں ایک کالم مخصوص کر کے دعوت دیجئے اس سے وہ نقیب کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند کر سکتے ہیں اس سے لکھنے کی جھجھک دور ہوگی اور حوصلہ بڑھے گا، اگر یہ تجویز پسند آئے تو اگلے شمارہ میں یا جب چاہیں شروع فرمائیے کاش ''نقیب'' کا ہندی شمارہ بھی شروع کیا جاتا - امارت شرعیہ اور اس کے تمام شاخوں کے بارے میں اہل وطن (برادران وطن) کی کیا رائے ہے یہ بھی پتہ چلتا، جو شاید امارت کے لئے فائدہ مند ہوتا - بہار شریف کا ایک پرانا واقعہ ہے جو کافی دلچسپ اور توجہ طلب ہے - ایک دوکان کے لئے ایک مسلمان جس نے دکان لے رکھا تھا مالک مکان غیر مسلم تھا دونوں میں مقدمہ بازی ہوئی، پتہ نہیں کیسے ہندو مالک مکان نے کہا کہ آپ اپنے ادارہ امارت شرعیہ پھلواری شریف میں اس مقدمہ کو لے چلئے وہ جو فیصلہ کرے گا میں اسے تسلیم کروں گا، مسلم فریق بہت خوش ہو گیا کہ شکار جال میں پھنس گیا، اب تو ہم مسلمان کے نام پر فیصلہ لے ہی لیں گے مگر اُلٹا ہو گیا ساری شہادتوں کو سننے دیکھنے کے بعد فیصلہ ہندو فریق کے حق میں ہوا اب وہ مزے سے کپڑے کا کاروبار اُسی دوکان میں کرتا ہے، جامع مسجد بہار شریف واقع پل کے پورب جانب مین گیٹ کے سامنے ہے، ان سے میری اکثر ملاقات ہوتی رہی ہے، اور وہ واقعہ دہراتے رہے ہیں - والسلام - **مظفر احمد**

نقیب کے لیے ''مینیجر'' کی ضرورت: درخواستیں مطلوب

امارت شرعیہ کا ترجمان ہفتہ وار اردو اخبار ''نقیب'' تسلسل کے ساتھ ۸۶ سالوں سے شائع ہو رہا ہے اور اردو داں حلقہ میں اسے کافی پذیرائی حاصل ہے - امارت شرعیہ کو اس اخبار کے مینیجر کے عہدہ کے لیے ایک باصلاحیت وتجربہ کار شخص کی ضرورت ہے -

خواہشمند حضرات ۱۵/نومبر ۲۰۱۷ء تک اپنی درخواست مع بایوڈاٹا دفتر امارت شرعیہ میں بھیج دیں - ایسے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی جو کسی اخبار سے وابستہ رہے ہوں اور اس کام کا کم از کم ۵ سال کا انتظامی تجربہ رکھتے ہوں - درخواست بنام امیر شریعت دی جائے اور مندرجہ ذیل پتے پر بذریعہ ڈاک ارسال کیا جائے - امیدواروں کا انٹرویو مورخہ ۲۱/نومبر ۲۰۱۷ء مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں ہوگا -

Nazim Imarat Shariah Phulwari sharif, Patna-801505

یا nazimimaratshariah@gmail.com پر ای میل کر دیا جائے -

مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل فون نمبر پر دفتر کے اوقات صبح ۹/ بجے سے شام ۵/ بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں: 0612-2555668,2555351

حقیقی مسلمان ایسا ہوتا ہے!

ایک مسلمان بحیثیتِ مسلمان کسی کو نہ دھوکہ دے سکتا ہے اور نہ کسی پر ظلم کر سکتا ہے، نہ وعدہ خلافی کر سکتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ خیانت کر سکتا ہے، نہ کسی پر حسد کر سکتا ہے اور نہ کسی کی عیب جوئی کر سکتا ہے، نہ کسی کی توہین وتذلیل کر سکتا ہے اور ایک مسلمان بحیثیت مسلمان کسی پر نہ تہمت لگا سکتا ہے اور نہ کسی کا مذاق اڑا سکتا ہے، نہ کسی کا مال لوٹ سکتا ہے نہ کسی کو ذہنی اذیت پہنچا سکتا ہے اور نہ جسمانی تکلیف دے سکتا ہے، بلکہ ایک مسلمان ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے عدل وانصاف قائم کرے گا، کئے ہوئے وعدہ کی تکمیل کرے گا، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا، سچائی کا دامن تھامے رہے گا، امانت داری کا عملاً ثبوت پیش کرے گا، کمزوروں محتاجوں، اور تنگدستوں کی مدد کرے گا، یتیموں پر شفقت کا ہاتھ پھیرے گا، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا، ماں باپ کی خدمت واطاعت کرے گا، اولاد کی صحیح پرورش اور تربیت کرے گا، دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھے گا، مسلمان ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دوسروں کی عزت، عصمت اور عفت کا بھرپور لحاظ رکھے گا، ظلم وبربریت کو ختم کرے گا، مظلوم کی حمایت ومدد کرے گا، نرمی اور ہمدردی کا برتاؤ کرے گا، حلم وبردباری سے سارے امور انجام دے گا، انتقام کی آگ میں بھڑکنے کے بجائے عفو ودرگزر سے کام لے گا - (ماخوذ از: خطباتِ رشادی)

حسن سلوک کرو

خانوادۂ نبوت کے ایک چشم وچراغ حضرت زین العابدینؒ کو ایک مرتبہ اُن کی ایک باندی وضو کرا رہی تھی - اتفاق سے اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ گیا اور چھوٹ کر ایسا گرا کہ حضرت موصوف کے چہرۂ مبارک پر کچھ زخم لگ گیا - ابھی آپؒ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ باندی بولی، وَالْـكٰـظِـمِـيْـنَ الْـغَـيْـظَ - حضرتؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا، پھر اُس باندی نے آیت کا اگلا ٹکڑا تلاوت کیا - وَالْـعَـافِـيْـنَ عَنِ الـنَّـاسِ تو اس پر حضرتؒ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے معاف کر دیا - پھر اُس باندی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا - وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ - آیت مکمل ہو گئی اور اس کا اثر بھی کمال تک پہنچ گیا - حضرتؒ نے یہ آخری حکم صادر فرمایا، جا! تو آج سے آزاد ہے - اس واقعہ کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے ماتحتوں کے ساتھ اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہئے، آج کل صورتِ حال یہ ہے کہ کسی خادم یا ملازم سے بلا ارادہ بھی اگر کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو نہ صرف اُس کو بروقت سزا دی جاتی ہے، بلکہ مدتِ دراز تک اُسے بات بات پر طعنے بھی سننے پڑتے ہیں -

جلد نمبر 65/55 شمارہ نمبر 41 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفسیٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا -

WEEK ENDING 23/10/2017

فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280

E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

سراب بھی کٹ رہے ہیں نمازوں میں دوستو!
افسوس تو یہ ہے کہ وہ سجدے نہیں رہے

(نواز دیوبندی)

سعودی عرب اور روس کے تعلقات - ایک نئے دور کا آغاز

العربیہ ڈاٹ نیٹ

سعودی شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور روسی صدر ولادی میر پوتین نے ماسکو میں اپنی سربراہ ملاقات میں دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

شاہ سلمان نے گذشتہ دنوں صدر پوتین سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم عالمی استحکام کے لیے روس کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ سعودی عرب دہشت گردی اور انتہا پسندی سے نمٹنے اور ان کے مالی وسائل کی روک تھام کے لیے کوششوں کو مربوط بنانا چاہتا ہے۔

انہوں نے دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے اقوام متحدہ کے زیر انتظام ایک مرکز کے قیام کی ضرورت پر زور دیا ہے۔شاہ سلمان نے کہا کہ ہم تیل کی قیمتوں میں استحکام کے لیے روس کے ساتھ مل جل کر کام جاری رکھیں گے۔سعودی فرماں روا نے فلسطینی عوام کے مصائب کے خاتمے، ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام اور خطے کے ملکوں کے داخلی امور میں ایران کی مداخلت کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔انھوں نے یمن اور شام میں جاری بحرانوں کے سیاسی حل اور عراق کی وحدت کو برقرار رکھنے کی اہمیت پر بھی زور دیا ہے۔

شاہ سلمان نے میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف سکیورٹی فورسز اور بدھ مت انتہا پسندوں کی ظالمانہ کارروائیوں کی جانب دنیا کی توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ روہنگیا کے ساتھ جو کچھ ہورہا ہے، دنیا کو اس کی ذمے داری قبول کرنی چاہیے۔

روسی صدر ولادی میر پوتین نے شاہ سلمان سے ملاقات کے بعد دونوں ممالک کے درمیان تاریخی تعلقات کو سراہا ہے۔انھوں نے کہا: ''مجھے امید ہے آپ کے دورے سے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو مزید تقویت ملے گی''۔شاہ سلمان نے اس موقع پر روسی صدر کو سعودی عرب کے دورے کی دعوت دی ہے؛ تاکہ باہمی مفاد سے متعلق امور پر مشاورت کے عمل کو مکمل کیا جاسکے۔

حالیہ دنوں میں خادم الحرمین الشریفین کے دورے ہوئے، اس موقع پر دونوں ملکوں کے درمیان اربوں ڈالرز مالیت کے معاہدے طے پائے ہیں، ان میں دفاعی شعبے میں تعاون کا ایک سمجھوتا بھی شامل ہے، جس کے تحت سعودی عرب روس سے اس کا مشہور زمانہ ایس 400 میزائل دفاعی نظام خرید کرے گا۔

اس کے علاوہ روس کے سرکاری سرمایہ کاری فنڈ (پی آئی ایف) اور سعودی مبادلہ کے درمیان شراکت داری کا ایک سمجھوتا طے پایا ہے۔اس کے تحت انفرااسٹرکچر کے شعبے میں سرمایہ کاری کی جائے گی۔دونوں ممالک نے ایک ارب ڈالرز مالیت کے مشترکہ سرمایہ کاری فنڈ کے قیام سے بھی اتفاق کیا ہے۔

سعودی عرب کے فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے دورۂ ماسکو کے موقع پر دونوں ممالک کے درمیان اربوں ڈالرز مالیت کے سمجھوتے طے پائے ہیں۔سعودی عرب نے روس کے ساتھ دفاعی صنعت کو مقامی بنانے کے لیے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے ہیں، اربوں ڈالرز کے معاہدوں میں مقامی سطح پر دفاعی صنعت کا قیام، مشترکہ سرکاری فنڈ کا قیام، انفرااسٹرکچر میں سرمایہ کاری، ٹیلی کام، ٹیکنالوجی اور مواصلات کے شعبوں میں تعاون بڑھانے پر اتفاق ہوا ہے، جبکہ تیل کے شعبے میں سرمایہ کاری پلیٹ فارم قائم کیا جائیگا، روسی پیٹرو کیمیکل کمپنی سیبور سعودی عرب میں پلانٹ لگائے گی، سعودی عرب نے روس سے ایس 400 دفاعی میزائل نظام خریدنے کا معاہدے بھی کرلیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق سعودی شاہ سلمان کے دورۂ ماسکو کے دوران دونوں ممالک کے درمیان اربوں ڈالرز کے 10 سمجھوتے طے پائے ہیں، ان سمجھوتوں میں روس کے سرکاری سرمایہ کاری فنڈ (پی آئی ایف) اور سعودی مبادلہ کے درمیان شراکت داری کا ایک سمجھوتا بھی شامل ہے جس کے تحت انفرااسٹرکچر کے شعبے میں سرمایہ کاری کی جائے گی۔شاہ سلمان نے اس موقع پر کہا کہ سعودی مملکت اور روس کے درمیان مثبت تعاون کے ذریعے عالمی معیشت کو مستحکم بنانے میں مدد ملے گی۔غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق پیوٹن سے ملاقات کے دوران شاہ سلمان نے انہیں بتایا کہ ایران کو مشرق وسطیٰ میں مداخلت سے باز رہنا چاہئے جبکہ خطے کی امن وسلامتی کا دارومدار یمن میں سیکورٹی اور استحکام سے ہے۔روس میں العربیہ کے نمائندے ماذن عباس نے بتایا ہے کہ دونوں ممالک میں ٹیلی کام، ٹیکنالوجی اور مواصلات کے شعبوں میں تعاون کے فروغ کے لیے بھی سمجھوتے طے پائے ہیں۔

سعودی عرب اور روس نے ایک ارب ڈالرز مالیت کے مشترکہ سرمایہ کاری فنڈ کے قیام سے بھی اتفاق کیا ہے۔شاہ سلمان اور روسی صدر نے تیل کے شعبے میں سرمایہ کاری پلیٹ فارم کے قیام کے لیے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔

اس کے علاوہ انھوں نے ٹیکنالوجی کے شعبے میں سرمایہ کاری پلیٹ فارم کے قیام اور دونوں ملکوں کے درمیان ایک ثقافتی پروگرام پر عمل درآمد کے لیے بھی سمجھوتوں پر بھی دستخط کیے ہیں۔

روسی کمپنی سیبور اور سعودی آرامکو کے درمیان ایک سمجھوتا طے پایا ہے۔روس کی وزارت توانائی نے وزیر الیگزینڈر رنوواک کے ایک انٹرویو کے حوالے سے کہا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان طے پائے ایک ارب دس کروڑ ڈالرز کے اس سمجھوتے کے تحت روسی پیٹرو کیمیکل کمپنی سیبور سعودی عرب میں ایک پلانٹ لگائے گی۔

ان دس بڑے سمجھوتوں سے دونوں ممالک کے درمیان اقتصادی، صنعتی اور تجارتی شعبوں میں تعاون کو فروغ ملے گا۔سعودی عرب کی جنرل انویسٹمنٹ اتھارٹی نے روس کی چار کمپنیوں کو تعمیراتی شعبے میں مکمل طور پر کام کرنے کے لیے لائسنس جاری کردیے ہیں۔

سعودی عرب کے وزیر توانائی خالد الفالح نے دونوں ممالک کے درمیان تیل اور تیل کی مصنوعات کے شعبے میں دوطرفہ تعاون سے متعلق طے پانے والے سمجھوتے کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے عالمی معیشت پر مجموعی طور پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود کے دورہ روس کے دوران روسی صدر ولادی میر پوتین نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا ہے۔انہوں نے تمام سرکاری پروٹوکول اور صدارتی روایات سے ہٹ کر کریملین صدارتی محل میں شاہ سلمان کو خود اپنے ہاتھ سے چائے پیش کی۔کریملین ہاؤس کی دیگر پیچیدگیوں میں مہمانوں کے ساتھ برتاؤ بھی شامل ہے۔مگر صدر پوتین نے سرکاری پروٹوکول کو نظرانداز کرتے ہوئے شاہ سلمان کا خصوصی استقبال کیا۔ایک چھوٹی میز پر شاہ سلمان، صدر پوتین اور ان دونوں کے درمیان ان کا مترجم ہی موجود تھا۔شاہ سلمان گذشتہ روز روس کے سرکاری دورے پر ماسکو پہنچے تھے جہاں انہوں نے روسی صدر ولادی میر پوتین سمیت ملک کی اعلیٰ قیادت سے ملاقات کی، دونوں ملکوں کے درمیان اربوں ڈالر کے معاہدوں کی منظوری دی گئی ہے۔روس اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات میں 1990ء کے بعد سے گرم جوشی آئی ہے۔1990 کے بعد دونوں ملکوں کی قیادت کے دوروں نے دوطرفہ تعلقات کو مستحکم کیا ہے۔کریملین محل دنیا کے مشہور صدارتی محلات میں روس کا 'کریملین محل' بھی اپنی خاص شہرت رکھتا ہے۔روسی زبان مین 'کریملین' کا قلعہ یا انتہائی محفوظ مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔کریملین محل کئی پرانے اور لکڑی محلات موجود ہیں۔ایک پرانے محل کو اب میوزیم میں بھی تبدیل کردیا گیا ہے۔اسی کریملین محل میں روسی صدر نے شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ان کے ہمراہ آئے وفد کا استقبال کیا۔کریملین محل دارالحکومت ماسکو کے وسط میں تل بورفیٹسکی کے مقام پر واقع ہے۔محل کے بائیں طرف دریائے موسکوا بہتا ہے۔سابق روسی بادشادہ آنجہانی ایون سوئم نے سنہ 1440ء سے 1505ء کے دوران روس پر حکومت کی۔اس نے اس محل کی تیاری کے لیے روسی اور اطالوی معماروں کی خدمات حاصل کیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ محل روسی اور اٹلی دونوں تہذیبوں کے فن تعمیر کی ایک یادگار سمجھا جاتا ہے۔

خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود نے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے پیروکاروں کے درمیان مکالمہ جاری رکھنے کے لیے کام کرنے کی اہمیت کو باور کرایا ہے جس کا مقصد رواداری کے بنیادی اصولوں کو مضبوط کرنا، غلو اور شدت پسندی کا انسداد عمل میں لانا اور بین الاقوامی سطح پر امن وسلامتی کو یقینی بنانا ہے۔سعودی فرماں روا نے یہ بات روسی مسلمانوں کی مرکزی مذہبی انتظامیہ کے سربراہ مفتی اعظم شیخ طریقت تاج الدین سے ملاقات کے دوران کہی، روسی مفتی اعظم اور ان کے ساتھیوں نے شاہ سلمان کے تاریخی دورے کے دوران سعودی فرماں روا سے ملاقات پر اپنی گہری مسرّت کا اظہار کیا۔انہوں نے اس بات کی بھی خواہش ظاہر کی کہ مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے پیروکاروں کے بیچ اعتدال اور رواداری کو پھیلایا جائے اور ساتھ ہی دہشت گردی اور شدت پسندی کے انسداد کے لیے مل کر کام کیا جائے۔